عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

دفاعِ پاکستان او دفاعِ ختم نبوّت

جلد: ۴۱ | ۱۹ صفر تا ۳ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۲۲ء | شمارہ: ۳۶/۳۵

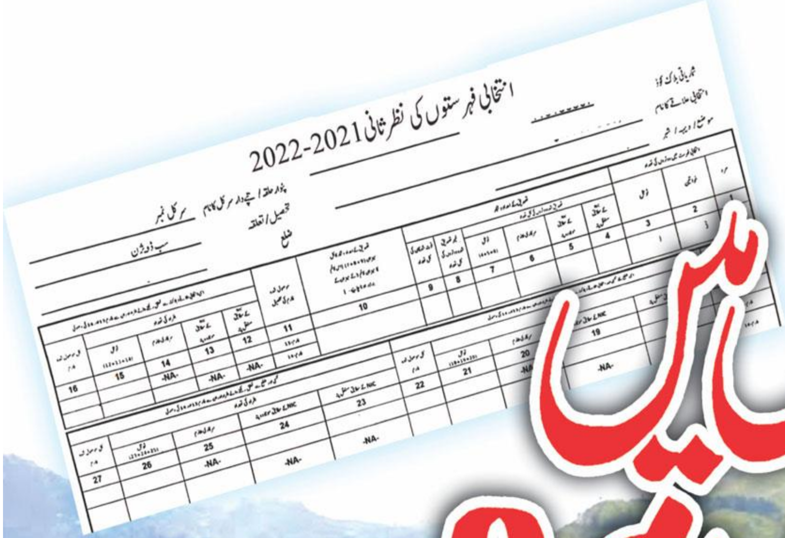

آزاد کشمیر کی ووٹر لسٹوں میں قادیانیوں کے نام؟

حقوقِ انسانی

قرآن و حدیث کی روشنی میں

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

موبائل فون پر نکاح اور طلاق کا حکم

س:...... کیا موبائل فون پر نکاح ہوسکتا ہے؟ ایک شخص باہر کے ملک سے ہے اور وہ کسی دوسرے ملک میں نکاح کرنا چاہے تو کیسے کرے؟ اسی طرح طلاق کے متعلق کیا حکم ہے؟ کیا موبائل فون پر یا آواز شدہ میسج پر یا ایس ایم ایس پر طلاق دینے سے طلاق واقع ہوجائے گی؟ اس بارے میں تفصیل بیان فرمادیں۔

ج:...... نکاح کے لئے شرط ہے کہ ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہو اور فون پر مجلس ایک نہیں ہوسکتی، اس موبائل فون پر (خواہ وہ تصویر والا ہی کیوں نہ ہو) نکاح کرنا درست نہیں۔ ہاں اس کے لئے دوسرا طریقہ مکمل ہے اور وہ یہ ہے کہ جو نکاح کی مجلس میں حاضر نہیں ہوسکتا وہ نکاح کی مجلس میں موجود کسی کو اپنے نکاح کا وکیل بنادے، لہٰذا وہ وکیل اپنے موکل کے لئے ایجاب یا قبول کرسکتا ہے، اس طرح نکاح منعقد ہوجائے گا۔

طلاق کے سلسلہ میں صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ ایک دوسرے کو ملاقات کرکے سمجھائیں اور صلح کرنے کی کوشش کریں۔ ہاں اگر طلاق ناگزیر ہو جائے تو طلاق دے سکتے ہیں، تاہم طلاق واقع ہونے کے لئے شوہر اور بیوی کا ایک جگہ موجود ہونا ضروری نہیں اور نہ ہی بیوی کی رضامندی کا ہونا ضروری ہے، بلکہ شوہر جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ اس لئے خط یا کسی بھی ذریعہ سے شوہر بیوی تک طلاق کی اطلاع پہنچادے یا بیوی کی غیر موجودگی میں طلاق دیدے یا تحریر کروائے اور پھر اس کا ارادہ بدل جائے تو بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ اس لئے موبائل فون کے ذریعہ اگر مرد نے طلاق دی اور اس کی آواز پہچاننے میں کوئی التباس نہ ہو تو یہ طلاق واقع ہوجائے گی، لیکن چونکہ موبائل پر دی گئی طلاق پر کوئی گواہ نہیں ہوتا اور آواز یا تصویر میں بھی ایڈیٹنگ ممکن ہے، اس لئے بہتر ہے کہ تحریر کے ذریعہ طلاق دے یا فون کرتے وقت دو گواہ بنائے تاکہ آئندہ مرد وعورت کے لئے طلاق کو ثابت کرنا آسان ہو۔

قضا نمازوں کی ادائیگی کیسے کی جائے؟

س:...... بالغ ہونے کے بعد سے میں نے نماز پابندی سے نہیں پڑھی، کبھی دو پڑھیں، کبھی تین پڑھیں اور کبھی پانچوں پڑھیں اور یہ عرصہ تقریباً دس سال تک کا ہے، اس کے بعد میں نے پابندی کرنا شروع کردی۔ اب سوال یہ ہے کہ میں فوت شدہ نمازوں کا حساب کس طرح کروں؟ مجھے تو کوئی اندازہ نہیں ہے کہ کون سی اور کتنی پڑھی تھیں؟

ج:...... دس سال تک ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھنا شروع کردیں اور اگر موقع ملے تو زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس کا حساب رکھیں، جب آپ کی قضا نمازیں پوری ہوجائیں گی تو زیادہ پڑھی ہوئی نفل بن جائیں گی۔ ہر نماز پڑھتے وقت نیت یہ کریں کہ میرے ذمہ جو نمازیں قضا ہیں ان میں سے پہلی فجر یا ظہر کی نماز ادا کررہا ہوں۔ اسی طرح ہر نماز میں نیت کرلیا کریں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۱ — ۱۹ صفر تا ۳ ربیع الاول ۱۴۴۴ھ، مطابق ۱۶ تا ۳۰ ستمبر ۲۰۲۲ء — شمارہ: ۳۵-۳۶

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیرِاعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِاعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

....ووٹر لسٹوں میں قادیانیوں کا علیحدہ لکھا جائے	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حقوق انسانی... قرآن وحدیث کی روشنی میں	۸	ڈاکٹر نجیب قاسمی
دفاعِ پاکستان اور تحفظ ختم نبوت	۱۱	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۱۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
عیسائی پادریوں سے چند سوالات (۱۴)	۲۰	مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ
آپ بیتی	۲۳	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ضروری اعلان

ملک بھر میں حالیہ سیلابی صورت حال کے باعث ذرائع ترسیل مسدود ہیں، لہٰذا شمارہ ۳۵ اور ۳۶ یکجا شائع کیا جارہا ہے۔ ایجنسی ہولڈرز وقارئین نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرتعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰/روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۶

۲۵:...اسی سال ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب رضی اللہ عنہ اسلام لائے، یہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد بن اسد رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی ہیں، اسد بن عبدالعزیٰ دونوں کے جدِ اَمجد ہیں، ورقہؓ اس وقت اسلام لائے تھے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس لے گئیں، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ: آپ کے پاس وحی کی آمد کی کیا صورت ہوتی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نزولِ وحی کی کیفیت بیان فرمائی اور انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ صحیح تر قول یہی ہے کہ ورقہ کو مسلمان تصوّر کیا جائے، چنانچہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں کہ: ’’ورقہ قطعاً صحابی ہیں۔‘‘ ان کی وفات کا ذکر ۴ نبوّت کے واقعات میں آئے گا۔

۲۶:...اسی سال معروف صحابی ارقم بن ابی الارقم القرشی المخزومی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، جیسا کہ ابھی گزرا، زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں کہ: ’’ان کا اسلام سات یا دس حضرات کے بعد تھا۔‘‘

۲۷:...اسی سال خالد بن سعید بن العاص بن اُمیہ القرشی الاموی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، ابنِ اثیرؒ نے ’’اُسد الغابہ‘‘ میں اور زرقانی نے شرح مواہب میں لکھا ہے کہ اسلام میں ان کا چوتھا یا پانچواں نمبر ہے، یہ اسلام لائے تو ان کے والد نے ان کو سخت سزائیں دینا شروع کیں، یہاں تک کہ ان کا کھانا پینا تک بند کردیا، اس لئے حبشہ کی دُوسری ہجرت میں مہاجرین کے ساتھ وطن کو خیرباد کہا اور فتحِ خیبر کے موقع پر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی خیبر ہی میں فروکش تھے، حضرت جعفر اور ان کے رُفقاء کی معیت میں کشتیوں کے ذریعے حبشہ سے بارگاہِ نبوی میں پہنچے اور ’’عمرۃ القضا‘‘ اور دیگر غزوات - فتحِ مکہ، حنین، طائف اور تبوک - وغیرہ میں شریک رہے۔

ان کی صاحبزادی اُمِّ خالد بنتِ خالد بن سعید بن العاص کی ولادت حبشہ میں ہوئی، نام اَمہ تھا، یہ وہی صاحبزادی ہیں جن کا واقعہ صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہے کہ جب یہ اپنے والد ماجد کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زرد رنگ کا کُرتا پہنایا، بچی اس رنگین لباس کو پہن کر خوش ہورہی تھی، یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشی زبان میں فرمایا: ’’یا اُمّ خالد! ھٰذا سَناہ سَناہ‘‘ (اُمِّ خالد! بڑا خوبصورت ہے نا، بڑا خوب صورت)۔

۲۸:...اسی سال عتبہ بن غزوان مازنی رضی اللہ عنہ (مازن: قیس عیلان کی ایک شاخ) اسلام لائے، کہا گیا ہے کہ اسلام لانے میں ان کا چھٹا نمبر ہے۔

۲۹:...اسی سال حضرت مقداد بن عمرو الکندی رضی اللہ عنہ اسلام لائے، آپ کو ’’مقداد بن اَسوَدؓ‘‘ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ اَسوَد بن عبدیغوث زہری کے حلیف تھے، اس نے ان کی والدہ سے نکاح کرلیا تھا اور اس کی کفالت میں ان کی نشوونما ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام لانے میں ان کا آٹھواں نمبر ہے۔

۳۰:...اسی سال فاطمہ بنتِ خطاب، حضرت عمر بن خطاب کی ہمشیرۂ محترمہ رضی اللہ عنہا وعن اخیہا، اسلام لائیں، صحیح تر قول کے مطابق حضرت خدیجہ اور ان کی صاحبزادیوں رضی اللہ عنہن کے بعد یہ پہلی خاتون ہیں جن کو اسلام کا شرف حاصل ہوا، گویا بالغ عورتوں میں یہ دُوسری خاتون ہیں جو اسلامی برادری میں شامل ہوئیں، ان کے برادرِ معظم سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۶ نبوّت میں خود ان ہی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، اس کا واقعہ اپنی جگہ آئے گا۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

آزاد کشمیر کی ووٹر لسٹوں میں

قادیانیوں کا نام علیحدہ لکھا جائے!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

مولانا عبدالوحید قاسمی صاحب کی عمر کا ایک حصہ تحفظ ناموس رسالت وعقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے گزرا ہے، حال ہی میں انہوں نے وزیراعظم آزاد کشمیر کو ایک خط لکھا ہے، اس خط اور مطالبہ کی اہمیت کے پیش نظر اسے ’’ہفت روزہ ختم نبوت‘‘ کے اداریہ کے طور پر ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

’’محمد ﷺ کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اگر ہو اس میں کچھ خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

بخدمت جناب عزت مآب سردار محمد تنویرالیاس صاحب، وزیراعظم آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی!

آپ جس خطہ آزاد کشمیر کے عظیم وزیراعظم ہیں، اسے تحفظ ناموس رسالت وعقیدۂ ختم نبوت کے دفاع کے لئے تاریخی اعزازات حاصل ہیں، ان تمام اعزازات کا دفاع اور تحفظ ہم سب مسلمانوں کا فرض اول ہے۔

جناب عالی سے گزارش ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم سب کا بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ اس کے بعد کسی بھی قسم کا دعویٰ نبوت کفر اور ارتداد ہے، جس کا ذکر قرآن پاک کی ۱۰۰ آیات کریمہ اور ۲۱۰ احادیث مقدسہ میں ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک دور سے لے کر آج تک امت کا اسی پر اجماع ہے۔ خطہ آزاد کشمیر کی اسمبلی نے ۲۹؍اپریل ۱۹۷۳ء کو میجر ایوب شہیدؒ کی قرارداد ختم نبوت پاس کر کے اسلامی تاریخ کا یہ اعزاز حاصل کیا، جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کے بعد قادیانیوں اور قادیانی نوازوں نے اس حکومت اور میجر محمد ایوب شہیدؒ کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا، جس پر اس وقت کے وزیر قانون نے عشق مصطفیٰ سے لبریز ایک خط کا جواب دیا تھا، جو ہم سب کے لئے رہنما اصول ہے، ملاحظہ فرمائیں:

’’اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قادیانی اور قادیانی نوازوں نے شروع ہی سے خطہ کشمیر کے خلاف سازشوں کا جو سلسلہ شروع کیا تھا وہ آج تک جاری وساری ہے۔ ۱۹۴۰ء کا وہ نقشہ ملاحظہ فرمائیں جو انہوں نے باؤنڈری کمیشن کو دیا تھا کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ضلع

گورداسپور کوانہی کی سازشوں پر عمل کرتے ہوئے بھارت کو دیا گیا، جس کی وجہ سے پٹھان کوٹ سے بھارت کو واحد زمینی راستہ ملا، جس سے اس نے اپنی فوجوں کو کشمیر میں داخل کرتے ہوئے وہاں ظلم کی انتہا کردی۔ اسی لئے قادیانیوں کو مسئلہ کشمیر اور تحریک آزادی کشمیر کا مجرم اعظم کہا جاتا ہے۔ یہ تاریخی حقائق ہیں کہ کشمیر اور پاکستان کو دولخت کرنے والے قادیانی ہی ہیں۔‘‘

قادیانیوں کی خطہ کشمیر کے خلاف ایک خطرناک سازش یہ بھی تھی کہ ۱۹۴۷ء کو راولپنڈی کے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر جمہوریہ کشمیر کا اعلان کر کے جماعت قادیانیہ کے امیر غلام نبی گلوکار کو صدر آزاد کشمیر کا اعلان کردیا گیا جسے کشمیری مجاہدین نے کشمیر کی زمین میں ہی دفن کیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ان کی سازش عروج پر تھی، اس میں بھی ناکام ہوئے اور ان شاء اللہ! قیامت تک ناکام ہونا ان کی قسمت میں لکھا ہوا ہے۔ ان کی سازشوں کو مدنظر رکھ کر ۶ رفروری ۲۰۱۸ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے آئین میں بارہویں ترمیم کر کے قادیانیوں، لاہوریوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کی سازشوں کو ہمیشہ کے لئے دفن کردیا، اس قرارداد ختم نبوت کا متن ملاحظہ فرمائیں:

*"Non-Muslim means a person, who is not a Muslim & includes a person belonging to the Christian, Jew, Hindu, Sikh, Budhist or parsi community, a person of the Quadiani group or the Lahori group (who call themselves "Ahmadis" or by any othe name), or Bahai, or any person who does not fulfill the requirements of a Muslim."*Subs, by the (Twelfth Amdt). Act,2018*

سابقہ قرارداد ختم نبوت اور اس بارہویں آئینی ترمیم کے بعد آزاد کشمیر کے الیکشن کمیشن نے ابھی تک قادیانیوں کو مسلمان ووٹر لسٹوں میں لکھا ہوا ہے، یہ آئین سے غداری و بغاوت اور قادیانی اور قادیانی نوازوں کی سازش کا بھی حصہ ہے۔ لہٰذا تمام عاشقان مصطفیٰ کا متفقہ مطالبہ ہے کہ آئین کی روح کو مدنظر رکھ کر آنے والے بلدیاتی الیکشن سے قبل پاکستان کی طرح آزاد کشمیر کی ووٹر لسٹوں میں قادیانیوں کو الگ کر کے شائع کیا جائے۔ اس حوالے سے پاکستانی الیکشن کمیشن کی طرف سے قادیانی مرد و خواتین کی الگ الگ ووٹر لسٹ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب عالی سے گزارش ہے کہ جتنا جلدی ہوسکے فرصت اول میں اس حوالے سے قانون سازی کر کے الیکشن کمیشن کو ہدایات جاری کی جائیں کہ مسلم اور غیر مسلم ووٹر لسٹیں الگ الگ کی جائیں۔ یہ آئین کشمیر کا تقاضا بھی ہے اور تمام عاشقان مصطفیٰ کا مطالبہ بھی ہے۔ یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ہے بلکہ عقیدے کا مسئلہ ہے۔

خطہ کشمیر کے عظیم محدث تحریک تحفظ ختم نبوت کی بانی علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ارشاد مبارک ہے: مسلمانو! اگر نجات اخروی اور شفاعت محمدی چاہتے ہو تو مسلمانوں کو اس فتنۂ قادیانیت سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اسی میں صَرف کر ڈالو یہ ایک ایسا جہاد ہے، جس کا بدلہ جنت ہے اور میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں۔

مصورِ پاکستان شاعر مشرق خطہ کشمیر کے عظیم سپوت علامہ محمد اقبالؒ کا فرمان ہے کہ: ’’قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار اور یہودی چربہ ہیں۔‘‘

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to (21 June 1936)

ترجمہ: ’’میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔‘‘

جناب سے مودبانہ گزارش ہے کہ آئین کشمیر اور تمام مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کو قانون سازی کر کے قانونی لگام دی جائے اور مسلمانوں سے الگ ووٹر لسٹوں میں لکھا جائے۔ آپ کا یہ اقدام شفاعت محمدیہ کا ذریعہ اور آپ کی حکومت کا استحکام بھی اسی سے

وابستہ ہے۔تمام عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اس اقدام کے منتظر ہیں۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

العارض:عبدالوحید قاسمی،صدرتحریک تحفظ ختم نبوت آزادکشمیر

خطیب جامع مسجد فاروق اعظم،سیکٹر جی نائن تھری،اسٹریٹ ۷۳،اسلام آباد

وزیر قانون آزادکشمیر کا مکتوب

’’ایسی ہزاروں حکومتیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر قربان کرسکتے ہیں۔‘‘

وزیر قانون،بحالیات وتعمیر عامہ آزادکشمیر کا ایڈیٹر چٹان کے نام خط

محترمی ومکرمی مدیر صاحب چٹان! السلام علیکم!

آزادکشمیر میں مرزائیت کی بندش اور مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کے بارہ میں آپ نے جن جذبات کا اظہار فرمایا ہے،اس سے ہماری بڑی حوصلہ افزائی ہوئی ہے،اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس حوصلہ افزائی کی جزادے۔

پاکستان اسلام کی قدریں بحال کرنے اوران اسلامی قدروں کو زندگی کے ہر شعبہ پر محیط کرنے کی خاطر معرض وجود میں آیا تھا۔آزادکشمیر کی موجودہ مسلم کانفرنس کی تشکیل کردہ عوامی حکومت نے ان اسلامی قدروں کو آزادکشمیر کے چھوٹے سے خطہ میں بحال کرنے کی بھرپور کوشش جاری کردی ہے،اس میں اسلامی قوانین کا نفاذ اور اسلامی نظام کا اجراءشامل ہیں۔ہم رات دن اس کوشش میں مصروف ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر اپنی ساری قوم کو ساتھ لے کر چل پڑیں،لیکن سرزمین پاک کے بااثر طبقہ کو ہمارے خلاف یہ شکایت ہے کہ:’’اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانہ میں۔‘‘

برادرمحترم!اس کا علاج یا تدارک آپ ہی کرسکتے ہیں،جہاں تک ہمارا معاملہ ہے:’’یہ موجودہ حکومت کیا،ایسی ہزاروں حکومتیں ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس محترم پر ایک ٹھوکر سے قربان کرسکتے ہیں۔‘‘ہماری طرف سے تشفی رکھیں کہ اس مقدس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہم آخری سانس تک اپنا عمل جاری رکھیں گے۔

امید اور توقع ہے کہ تمام احباب کو میرا مذکورہ بالا پیغام آپ پہنچائیں گے اور عامۃ المسلمین کو بھی آزادکشمیر کی موجودہ حقیری کوشش سے باخبر رکھیں گے۔

والسلام آپ کا خیراندیش

خواجہ محمد اقبال بٹ،وزیرقانون آزادکشمیر

چٹان لاہور،۱۵/جون۱۹۷۳ء‘‘

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مولانا عبدالوحید قاسمی صاحب کے اس مطالبہ کو پورا کیا جائے اور قادیانیوں کے نام مسلمانوں کی ووٹر لسٹوں سے علیحدہ لکھے جائیں۔امید ہے کہ وزیراعظم آزادکشمیر اس کو اہمیت دیتے ہوئے،مسلمانوں کے اس جائز مطالبہ کو پورا کریں گے اور اس پر قانون سازی کرکے خطۂ آزادکشمیر کے مسلمانوں کے قلوب پر مرہم رکھیں گے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیّدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

حقوقِ انسانی... قرآن وحدیث کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

شریعتِ اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلّف بنایا ہے کہ وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کی مکمل طور پر ادائی کرے۔ دوسروں کے حقوق کی ادائی کے لیے قرآن وحدیث میں بہت زیادہ اہمیت، تاکید اور خاص تعلیمات وارد ہوئی ہیں۔ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنے قول وعمل سے لوگوں کے حقوق ادا کرنے کی جو بے شمار مثالیں پیش کی ہیں، وہ رہتی دنیا تک پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔

مگر آج ہم دوسروں کے حقوق تو ادا نہیں کرتے، البتہ اپنے حقوق کا جھنڈا اٹھائے رہتے ہیں۔ دوسروں کے حقوق کی ادائی کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ اپنے حقوق کو حاصل کرنے کے لیے مطالبات کرتے رہتے ہیں۔ چناں چہ حقوق کے نام سے انجمنیں اور تنظیمیں بنائی جارہی ہیں لیکن دنیا میں ایسی انجمنیں یا تحریکیں یا کوششیں موجود نہیں جن میں یہ تعلیم دی جائے کہ دوسروں کے حقوق جو ہمارے ذمے ہیں وہ ہم کیسے ادا کریں؟ شریعتِ اسلامیہ کا اصل مطالبہ یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمے داریوں یعنی دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کرے۔

عام لوگوں کے حقوق:

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والے ہر شخص پر ضروری ہے کہ وہ تمام لوگوں کے حقوق کی ادائی کرے۔ کسی کے مال یا جائیداد پر ناجائز قبضہ نہ کرے۔ کسی کو دھوکا نہ دے۔ کھانے کی اشیا میں ملاوٹ نہ کرے۔ شریعت اسلامیہ میں کسی کو ناحق قتل کرنا تو درکنار، کسی شخص کو مارنا یا گالی دینا یا برا بھلا کہنا بھی جائز نہیں۔ راستہ کا حق ادا کیا جائے۔ غریبوں، مسکینوں، یتیموں اور کم زوروں کا خیال رکھا جائے۔ عام لوگوں کے ساتھ ساتھ والدین، میاں بیوی، اولاد، رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے حقوق ادا کیے جائیں۔ چناں چہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دوسروں کے حقوق میں کوتاہی کرنے پر آخرت میں سخت عذاب کی خبر اس طرح دی:

''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی پیسا اور دنیا کا سامان نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن بہت سی نماز، روزہ، زکات (اور دوسری مقبول عبادتیں) لے کر آئے گا، مگر حال یہ ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا یا کسی کو مارا پیٹا ہوگا تو اس کی نیکیوں میں سے ایک حق والے کو (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ ایسے ہی دوسرے حق والے کو اس کی نیکیوں میں سے (اس کے حق کے بقدر) نیکیاں دی جائیں گی۔ پھر اگر دوسروں کے حقوق چکائے جانے سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی، تو (ان حقوق کے بقدر) حق داروں اور مظلوموں کے گناہ (جو انہوں نے دنیا میں کیے ہوں گے) ان سے لے کر اس شخص پر ڈال دیے جائیں گے اور پھر اس شخص کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسلم۔ باب تحریم الظلم)

والدین کے حقوق:

قرآن وحدیث میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی خصوصی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اپنی عبادت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ والدین سے اچھا برتاو کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے والدین کی اطاعت، ان کی خدمت اور ان کے ادب واحترام کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ احادیث میں بھی والدین کی فرماں برداری کی خاص اہمیت، تاکید اور اس کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی تو کجا، ناراضی وناپسندیدگی کے اظہار اور جھڑکنے سے بھی روکا گیا ہے اور ادب کے ساتھ نرم گفتگو کا حکم دیا گیا ہے۔ پوری

زندگی والدین کے لیے دعا کرنے کا حکم ان کی اہمیت کو دوبالا کرتا ہے۔قرآن وحدیث کی روشنی میں علمائے کرام نے والدین کے حقوق کچھ اس طرح تحریرفرمائے ہیں:

دورانِ حیات حقوق:

ان کا ادب واحترام کرنا۔ان سے محبت کرنا۔ ان کی فرماں برداری کرنا۔ ان کی خدمت کرنا۔ان کو حتی الامکان آرام پہنچانا۔ ان کی ضروریات پوری کرنا۔وقتاً فوقتاً ان سے ملاقات کرنا۔

بعدازوفات حقوق:

ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی اوررحمت کی دعائیں کرنا۔ان کی امانت وقرض ادا کرنا۔ ان کی جائزوصیت پرعمل کرنا۔ان کی جانب سے ایسے اعمال کرنا جن کا ثواب ان تک پہنچے۔ان کے رشتے دار، دوست ومتعلقین کی عزت کرنا۔ کبھی کبھی ان کی قبر پر جانا۔

اولاد کےحقوق:

نیک اولاد والدین کے لیےعظیم نعمت ہے اوراولاد نیک اس وقت ہوگی جب ان کی پرورش اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق کی جائے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:’’ہربچہ اپنی فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔اس کے والدین اسے یہودی، نصرانی یامجوسی بنادیتے ہیں۔(بخاری ومسلم)

اس حدیث سے صاف ظاہرہوتا ہے کہ بچہ کا ذہن ودماغ کورے کاغذکی مانند ہوتا ہے۔اس کے والدین بچپن میں اس کے ذہن اوردماغ پرجو نقش کردیتے ہیں، اس کا اثر آخرعمر تک رہتا ہے۔والدین کی چندذمے داریاں یعنی اولاد کے حقوق حسبِ ذیل ہیں:

بچہ کی ولادت کے وقت دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہنا۔تحنیک،یعنی کھجورکواچھی طرح چبا کر بچے کے منہ میں ڈالنااور مسوڑھوں پررگڑنا۔ساتویں دن عقیقہ کرنا۔لڑکے کا ختنہ کرانا۔سرکے بال کاٹ کر بالوں کے وزن کے بقدر چاندی یااس کی قیمت صدقہ کرنا اوراچھا نام رکھنا۔

اگرکسی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ کرسکے توبعد میں بھی کیا جاسکتا ہے۔اپنی حیثیت کے مطابق اولاد کے تمام ضروری اخراجات برداشت کرنا، بچوں کی بہترتعلیم وتربیت کرنا، والدین کے ذمے یہ ایک ایساحق ہے جسے اگر والدین نے صحیح طریقہ سے ادا کیا تو اس کے ذریعہ ایک اچھی نسل کی بنیاد پڑے گی اوراگراس حق میں ذرا بھی کوتاہی اورغفلت برتی گئی تو پھر نہ جانے اس کا خمیازہ آنے والی کتنی نسلوں کو بھگتنا پڑے گا۔اولاد کی تعلیم وتربیت یقیناً ایک بڑا ہی اہم اور نازک مسئلہ ہے، جسے بڑی ہی دانش مندی اورہوشیاری سے انجام دینا چاہیے۔اولاد کی تعلیم وتربیت میں ابتدائی دنوں میں تو ماں کا کردار سب سے اہم ہوتا ہے،لیکن بچہ کی بڑھتی عمرکے ساتھ ساتھ وہ ذمے داری باپ کی جانب منتقل ہوتی جاتی ہے۔تعلیم وتربیت کے بعد والدین کے ذمے اولاد کا آخری اوراہم حق ان کی شادی کا رہتا ہے۔شادی کے تعلق سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں لڑکے اورلڑکی کے انتخاب میں دین داری اورشرافت کوترجیح دینی چاہیے۔

میاں بیوی کےحقوق:

دواجنبی مردوعورت کے درمیان شوہر بیوی کا رشتہ اسی وقت قائم ہوسکتا ہے جب دونوں کے درمیان شرعی نکاح عمل میں آئے۔نکاحِ شرعی کے بعد دو اجنبی مرد وعورت رفیق حیات بن جاتے ہیں۔ایک دوسرے کے رنج وخوشی،تکلیف وراحت اورصحت وبیماری غرض یہ کہ زندگی کے ہر گوشہ میں شریک ہوجاتے ہیں۔نکاح کی وجہ سے بے شمار حرام امور ایک دوسرے کے لیے حلال ہوجاتے ہیں حتی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ایک دوسرے کولباس سے تعبیر کیا ہےیعنی شوہراپنی بیوی کے لیے اور بیوی اپنے شوہر کے لیےلباس کی مانند ہے۔شرعی احکام کی پابندی کرتے ہوئے میاں بیوی کا جسمانی اورروحانی طور پرلطف اندوز ہونا نیز ایک دوسرے کے حقوق کی ادائی کرنا یہ سب شریعتِ اسلامیہ کا جزو ہیں اوران پر بھی اجر ملے گا،اِن شاءاللہ۔

بیوی کےحقوق:

مکمل مہر کی ادائی کرنا۔ بیوی کے تمام اخراجات برداشت کرنا۔ بیوی کے لیے رہائش کا انتظام کرنا۔بیوی کے ساتھ حسنِ معاشرت کرنا۔

شوہر کےحقوق:

شوہرکی اطاعت کرنا۔شوہر کے مال وآبرو کی حفاظت کرنا۔گھرکے اندرونی نظام کو چلانا اور بچوں کی تربیت کرنا۔

پڑوسیوں کےحقوق:

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشادفرماتا ہے:

اللہ کی عبادت کرو،اوراس کے ساتھ کسی کوشریک نہ ٹھہراؤاور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو،نیز رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قریب والے

پڑوسی، دور والے پڑوسی، ساتھ بیٹھے (یا ساتھ کھڑے ہوئے) شخص اور راہ گیر کے ساتھ اور اپنے غلام باندیوں (یعنی ماتحتوں) کے ساتھ بھی (اچھا برتاؤ کرو)۔ بے شک اللہ کسی اِترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔(النساء:36)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تعلیم دی ہے خواہ وہ رشتہ دار ہوں یا نہ ہوں اور مسلمان ہوں یا نہ ہوں۔ غرض یہ کہ پڑوسی ہونے کی بنیاد پر ہر شخص کا خیال رکھنا ہماری دینی واخلاقی ذمے داری ہے۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کثرت سے پڑوسیوں کے بارے میں احکام لے کر آتے تھے کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ کہیں پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے۔(ترمذی،البر والصلۃ)

اسی طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”جو کوئی اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔“(بخاری)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کا خیال رکھے۔ (مسلم،باب الحث علی اکرام الجار)

رشتہ داروں کے حقوق:

اسلام نے جہاں عام لوگوں کے حقوق کی ادائی کی بار بار تاکید کی ہے، وہیں پڑوسیوں اور قریبی و دور کے رشتہ داروں کے حقوق کی ادائی یہاں تک کہ میاں بیوی کو بھی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں انفرادی زندگی کے ساتھ سماجی زندگی کے احکام بھی بیان کیے گئے ہیں، تاکہ سب کی مشترکہ کوششوں سے ایک اچھا معاشرہ بنے۔لوگ ایک دوسرے کا احترام کریں، ایک دوسرے کے خوشی وغم میں شریک ہوں اور جس کا جو حق ہے وہ ادا کیا جائے۔والدین سے بھی کہا گیا کہ وہ اپنی اولاد کے حقوق ادا کریں۔اسی طرح اولاد کو بھی تعلیم دی گئی کہ اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کریں،میاں بیوی کے اوپر یہ ذمے داری عاید کی گئی ہے کہ وہ اپنی اپنی ذمے داریاں بحسنِ خوبی انجام دیں تاکہ زندگی کا پہیہ صحیح سمت چلے۔ پڑوسیوں کا بھی مکمل خیال رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ پڑوسیوں کو تکلیف پہنچانے والا شخص کامل مومن نہیں ہوسکتا۔اسی طرح ہر شخص کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق تمام رشتہ داروں کو ساتھ لے کر چلے۔

آج ہمارے معاشرہ میں یہ بیماری بہت عام ہوگئی ہے کہ معمولی معمولی بات پر رشتہ داروں سے قطعِ تعلق کرلیا جاتا ہے۔حالاں کہ ضرورت ہے کہ ہم رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کریں،ان کی خوشی وغمی میں شریک ہوں اور ان کے ساتھ احسان اور اچھا برتاؤ کریں۔چناں چہ سورۃ النحل آیت 90 میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:”بے شک اللہ انصاف کا، احسان کا،اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا حکم دیتا ہے،اور بے حیائی، بدی اور ظلم سے روکتا ہے، وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔“

نیز اس حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”قطع رحمی کرنے والا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا۔“(بخاری ومسلم)

دیگر احادیث کی روشنی میں علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ وہ اپنی سزا کاٹنے کے بعد ہی جنت میں داخل ہوسکتا ہے۔اسی طرح قرآن و حدیث میں رشتہ داروں کے معاشی حقوق پر بھی زور دیا گیا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ:”آپ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں) کیا خرچ کریں، فرما دیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے) مگر اس کے حق دار تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں، اور یتیم ہیں اور محتاج ہیں اور مسافر ہیں، اور جو نیکی بھی تم کرتے ہو، بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔“

(البقرۃ:215)

نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غریب رشتہ داروں کی معاشی بحالی پر زور دینے کے ساتھ ساتھ کم زور اقربا کے حقوق کی ادائی کی بھی تلقین فرمائی ہے۔چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام افراد پر صدقہ کرنے کی بجائے رشتہ داروں پر خرچ کو بھی ثواب کا ذریعہ ووسیلہ قرار دیا ہے۔

اس سے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:”عام مسکین پر صدقہ سے تو ایک گنا ہی ثواب پائے گا لیکن اگر کوئی شخص غریب رشتہ دار کو صدقہ دیتا ہے، تو اس کو دوگنا ثواب واجر ملے گا۔ایک اجر تو صدقے کا، دوسرا صلہ رحمی کا۔“(نسائی)

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو، آمین!

☆☆.....................☆☆

دفاعِ پاکستان اور تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

۶ رستمبر یوم دفاعِ پاکستان اور ۷ رستمبر یوم تحفظ ختم نبوت ہے، ان دونوں کے ساتھ ہماری تاریخ وابستہ ہے اور دینی وملی روایات وابستہ ہیں، اس موقع پر تقریبات ہوتی ہیں، وطن کے شہداء اور ختم نبوت کے شہداء کو یاد کیا جاتا ہے، جن کی قربانیوں کی بدولت ہمارا ملک بھی محفوظ ہے اور عقیدہ بھی بحمد اللہ محفوظ ہے۔

۶ رستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا تو اس کا ہدف لاہور پر قبضہ کرنا تھا۔ پاک فوج کے جوانوں نے بڑی قربانیوں کے ساتھ ملک کا دفاع کیا تھا، بی آر بی نہر ہماری دفاعی لائن تھی۔ بڑی ہمت اور جرأت کے ساتھ فوجی جوانوں نے ملک کا دفاع کیا تھا اور پوری قوم ان کی پشت پر کھڑی تھی۔ اس وقت میری عمر ۱۷ سال تھی، میں روزنامہ وفاق کے نامہ نگار کے طور پر اس جنگ کا رپورٹر تھا۔ میں نے اس جنگ میں شہری دفاع کے رضا کار کے طور پر حصہ لیا اور اسے بطور صحافی رپورٹ بھی کیا۔ وہ مناظر مجھے یاد ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر ہم شہدائے وطن کو یاد کر کے ان کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں، یہ ہمارے عزم کا اظہار ہوتا ہے کہ جس طرح ہمارے فوجی جوانوں نے وطن کے لیے قربانیاں دی تھیں اور سرحد پر لڑائی کر کے اپنے وطن کا دفاع کیا تھا تو قوم ان کی پشت پر تھی، آئندہ بھی جب ضرورت پڑی اسی طرح پوری قوم متحد ہو کر فوج کی پشت پر کھڑے ہو کر ملک کا دفاع کرے گی۔

جبکہ ۷ رستمبر یوم تحفظ ختم نبوت ہے، اس دن تقریباً ۹۰ سال کی محنت کے بعد ہماری پارلیمنٹ، دستور اور اسٹیبلشمنٹ نے دینی حلقوں کا یہ موقف تسلیم کیا تھا کہ قادیانی نبوت کے دعوے کے ساتھ اور اپنے دیگر دعاوی کے ساتھ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اسلام کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، قادیانیوں کو مسلمانوں کے ساتھ شمار نہ کیا جائے بلکہ جس طرح باقی غیر مسلم رہتے ہیں، عیسائی، سکھ اور ہندو وغیرہ، ان کو بھی غیر مسلم اقلیتوں کے دائرے میں شمار کیا جائے۔ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ نے یہ جو فیصلہ کیا اس کے پیچھے بھی شہداء کی قربانیوں کی طویل تاریخ ہے۔

یہ ہماری ملی اور دینی جدوجہد کے دو بڑے دائرے ہیں، اس موقع پر ہم ملک کے دفاع کے لیے اور عقیدے کے تحفظ کے لیے اپنے عزم کی تجدید کرتے ہیں۔ میں ان دونوں حوالوں سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے چند واقعات عرض کرنا چاہوں گا کہ دفاعِ وطن اور دفاعِ عقیدہ کی اہمیت کیا ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو انصارِ مدینہ کے خاندانوں میں ایک خاندان بنوسلمہ تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ اسی خاندان میں سے تھے۔ بنو سلمہ مسجد نبوی سے کچھ فاصلے پر رہتے تھے۔ جب مسجد بن گئی تو نماز کے لئے مسجد میں انہیں دور سے آنا پڑتا تھا، چنانچہ بنوسلمہ نے فیصلہ کیا کہ چونکہ ہر نماز کے لیے مسجد میں جانا ہوتا ہے، اس لیے ایسا کرتے ہیں کہ اپنے مکانات بیچ کر مسجد نبوی کے قریب جگہ خرید کر وہاں مکانات بنا لیتے ہیں اور اپنی آبادی مسجد کے قریب منتقل کر لیتے ہیں، جیسا کہ ہر دیندار مسلمان کا جی چاہتا ہے کہ مسجد کے قریب گھر ہو تا کہ نمازوں کے لیے آسانی ہو اور برکات حاصل ہوں۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنوسلمہ کے اس فیصلے کا پتہ چلا تو آپ نے انہیں منع فرما دیا کہ جتنی دور سے مسجد میں آتے ہو ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ملتا ہے، جہاں سے چل کر آتے ہو، جتنے قدموں کے نشان زیادہ ہوں گے اتنی نیکیاں زیادہ ملیں گی۔ جب آدمی گھر سے وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو اس کو ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے، ایک گناہ معاف ہوتا ہے، ایک درجہ بلند ہوتا ہے، تو یہ آتے جاتے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں، کیا یہ اچھی بات نہیں ہے؟

آپ نے فرمایا: ’’دیارکم تکتب آثارکم ‘‘ کہ ادھر ہی اپنے گھروں میں رہو، تمہارے قدموں کے نشان لکھے جاتے ہیں۔ اس لیے دور سے آتے جاتے ہوئے جو ثواب ملتا ہے تم کہیں اس ثواب سے محروم نہ ہو جاؤ۔

محدثین نے یہ حدیث بیان کر کے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جو منع فرمایا تھا اس کی ایک حکمت یہ بھی تھی ’’کراھۂ ان یعروا المدینہ ‘‘ کہ مدینہ کا وہ راستہ کہیں خالی نہ ہو جائے۔ بنوسلمہ کا قبیلہ مدینہ منورہ کے راستے پر تھا، یہ مدینہ کا قدرتی دفاع تھا، اگر یہ قبیلہ وہ علاقہ خالی کر کے مسجد نبوی کے قریب آ جاتا تو پورا علاقہ خالی ہو جاتا، یہ دفاعی حکمت عملی کے خلاف تھا۔ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرما دیا کہ مدینہ کا وہ راستہ خالی نہ ہو جائے اور دشمن کے لیے حملہ کرنا آسان نہ ہو جائے۔ اس سے اندازہ کریں کہ وطن کے دفاع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کتنی ہمہ گیر تھی اور آپ کو کتنے معاملات کا لحاظ تھا، اس دفاعِ وطن کی حکمت کے تحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوسلمہ کو مکانات بیچنے سے منع فرما دیا۔

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امام بھی تھے، کمانڈر اور غازی بھی تھے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک دفعہ مدینہ منورہ پر بنوغسان کے حملے کا خوف طاری تھا کہ نہ معلوم وہ کب حملہ کر دیں۔ اس زمانہ میں ابلاغ کے یہ ذرائع تو نہیں تھے جو آج ہیں۔ چنانچہ ایک رات کسی طرف سے شور کی آواز آئی تو لوگوں کو خطرہ ہوا کہ شاید حملہ ہو گیا ہے۔ شور کی آواز سن کر لوگ باہر نکلے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے حالات معلوم کرنے کے لیے آپس میں علاقے تقسیم کیے کہ کچھ ساتھی ادھر جائیں اور کچھ دوسرے راستے پر تاکہ دیکھیں کہ کیا ہوا ہے اور غسانی کدھر سے حملہ آور ہو رہے ہیں۔ ابھی ہم تیاری کر رہے تھے اور گروپ بندی ہو رہی تھی کہ سامنے سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے کی ننگی پشت پر سوار چکر لگا کر واپس تشریف لا رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی خطرہ نہیں ہے، میں ہر طرف دیکھ کر آیا ہوں۔ یہ دفاعِ وطن ہے۔ اس لیے وطن کے دفاع کا لحاظ کرنا وطن کا تقاضا تو ہے ہی، دین کا تقاضا بھی ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔

عقیدے کی حفاظت اور دفاع بھی ضروری ہے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو واقعات عرض کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ دو آدمی آئے اور کہا کہ ہم مسیلمہ کی طرف سے نمائندے ہیں۔ مسیلمہ یمامہ کے علاقے کا تھا، بنوحنیفہ کا سردار اور نبوت کا مدعی تھا، بڑا سردار تھا۔ اس کا مسلمانوں سے جو پہلا مقابلہ ہوا تو اس میں مسیلمہ کا لشکر ۸۰ ہزار بتایا جاتا ہے۔ مسیلمہ کا دعویٰ تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں بھی اللہ کا رسول ہوں۔ وہ حضور کے مقابلے پر نبوت کا دعویدار نہیں تھا بلکہ شراکت کا دعویدار تھا۔ اس کے دو نمائندے اس کا خط لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ بخاری شریف میں خط کا متن موجود ہے۔ خط کا عنوان یہ تھا: ’’من مسیلمۃ رسول اللّٰہ الی محمد رسول اللّٰہ ‘‘یعنی مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کے نام۔ گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مان کر اپنی رسالت کا مدعی تھا۔ اس نے خط میں لکھا ’’اشرکت معک فی الامر ‘‘ کہ مجھے بھی نبوت میں آپ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے لیکن قریش نبوت پر کسی دوسرے کا حق تسلیم نہیں کرتے۔

مسیلمہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشکش کی کہ مجھے اپنے بعد اپنا جانشین نامزد کر دیں یا علاقے تقسیم کر دیں کہ ’’لنا وبر ولک مدر ‘‘ کچی اینٹیں ہماری اور پکی اینٹیں آپ کی، یعنی آپ شہری نبی اور میں دیہاتی نبی ہوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نمائندوں سے پوچھا: ’’اتشھدان انی رسول اللّٰہ‘‘ مجھے اللہ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے کہا ’’نشھد انک رسول اللّٰہ‘‘ ہم آپ کو اللہ کا رسول تسلیم کرتے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ’’اتشھد ان ان مسیلمۃ رسول اللّٰہ‘‘ مسیلمہ کو بھی رسول مانتے ہو؟ انہوں نے کہا: اسے بھی رسول مانتے ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’لو لا ان الرسل لا تقتل لضربت اعناقکما‘‘ تم مجھے بھی رسول مانتے ہو اور مسیلمہ کو بھی رسول مانتے ہو، اس کی سزا موت ہے، لیکن چونکہ تم سفیر ہوں اور سفیروں کو قتل نہیں کیا جاتا، اس لیے میں تمہیں چھوڑتا ہوں، ورنہ میں تم دونوں کی گردنیں اڑا دیتا۔ سفارتی آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا،

البتہ ان کی بات کا سختی سے جواب دیا کہ ختم نبوت کا معاملہ اتنا کمزور نہیں ہے۔

دوسرا واقعہ بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ میں یہ روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ کے قاضی تھے۔ ایک دن کوفہ کے بازار میں جا رہے تھے کہ ایک آدمی پر نظر پڑی، اسے بلا کر پوچھا کہ تمہیں کہیں دیکھا ہے اور کہا کہ مجھے شک ہے کہ وہ جو دو آدمی مسیلمہ کا خط لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے ان میں سے ایک تم بھی تھے۔ اس نے کہا: آپ نے ٹھیک پہچانا ہے، میں وہی ہوں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ اب بھی تمہارا عقیدہ وہی ہے؟ اس نے کہا: وہی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتے ہو؟ اس نے کہا: مانتا ہوں۔ مسیلمہ کو بھی اللہ کا رسول مانتے ہو؟ اس نے کہا: مانتا ہوں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے اس سے پوچھا کہ اب سفیر تو نہیں ہو؟ اس نے کہا: نہیں! حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے گرفتار کر کے اس کی رپورٹ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجی کہ مسیلمہ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی چھپا ہوا تھا، وہ ملا ہے، اس کو گرفتار کیا ہے، اس کا کیا کرنا ہے؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جو مرتد کے ساتھ کیا جاتا ہے، وہی کرنا ہے۔ مرتد کے احکام میں سے یہ ہے کہ اسے مہلت دو، موقع دو۔ اگر سمجھانے بجھانے کے تمام تقاضے پورے کرنے کے بعد بھی اسلام کو نہ مانے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دو۔ چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی کیا، اسے مہلت دی، سمجھایا بجھایا اور اس کے نہ ماننے پر قتل کروا دیا۔ یہ عقیدے کے دفاع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور کا واقعہ ہے کہ عقیدے کا دفاع بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا وطن کا دفاع، بلکہ وطن کے دفاع سے کئی گنا زیادہ عقیدے اور دین کا دفاع ضروری ہے۔

اسی حوالے سے دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ایک موقع پر مسیلمہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ منورہ میں ایک بڑا جرگہ لے کر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے پیغام بھیجا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ یہ بھی سیرت کا ایک بڑا اہم پہلو ہے۔ مسیلمہ کا کمال یہ تھا کہ وہ بہت بڑا خطیب تھا، اسی لیے تو ۸۰ ہزار کا لشکر لڑنے کے لیے تیار کر لیا تھا۔ اس سے مذاکرات کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطیب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر گئے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈپلومیسی اور حکمت ہے کہ خطیب کے مقابلے میں خطیب کو ساتھ لے کر گئے۔ حضرت ثابت بن قیسؓ خطیب الاسلام اور خطیب الانصار تھے۔ صحابہ کرامؓ میں سب سے بڑے خطیب تھے، انہیں خطیبِ رسول اللہ کہا جاتا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ سے ملاقات کی اور کھڑے کھڑے اس سے پوچھا: کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا: آپ سے ملاقات کرنے اور بات کرنے کے لیے آیا ہوں۔ آپ بھی نبی ہیں، میں بھی نبی ہوں، میرے ساتھ معاملات طے کریں، یعنی میں ''بارگیننگ'' کے لیے آیا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ سے جانشینی اور نبوت کا حصہ مانگ رہے ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ایک خشک لکڑی اٹھائی اور فرمایا کہ اگر تم مجھ سے یہ خشک لکڑی بھی مانگو گے تو نہیں دوں گا۔ اور اس سے فرمایا کہ تم اپنے دائرے میں رہو۔ ''لا تعدو قدرک'' اپنی اوقات میں رہو، اگر تم حد سے بڑھے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ٹانگیں کاٹ دے گا۔ جاؤ، میرے پاس تمہارے لیے کچھ نہیں ہے۔ باقی باتیں میرے خطیب سے کرو، میں جا رہا ہوں۔ میں نے تمہیں دوٹوک جواب دے دیا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کے پاس حضرت ثابت بن قیسؓ کو چھوڑا کہ باقی باتیں تم سے یہ کریں گے اور یہ کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے۔

وہ دفاعِ وطن تھا اور یہ دفاعِ عقیدہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کا لحاظ رکھا ہے اور دونوں کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ یہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مبارکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سنت پر چلتے ہوئے وطن کے دفاع میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور عقیدے کے دفاع میں بھی حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ وطن کا دفاع ضروری ہے اور عقیدہ کا دفاع اس سے کہیں زیادہ ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں استقامت نصیب فرمائے اور کامیابیاں عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔

☆☆..................☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

شرکت جنازہ مولانا حماد اللہ درخواستیؒ:
موصوف شیخ الحدیث مولانا شفیق الرحمٰن درخواستی کے فرزند اکبر تھے، تصنیف و تالیف، تقریر و تحریر میں یکساں مہارت رکھتے تھے۔ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے ۱۰؍محرم الحرام ۱۴۴۴ھ دوپہر کے وقت رحلت فرما عالم جاوداں ہوئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد سلمان اور راقم نے کی۔ بعدازاں جامعہ مخزن العلوم خان پور کے مہتمم مولانا فضل الرحمٰن درخواستی مدظلہ اور ان کے بھائی مولانا عزیز الرحمٰن درخواستی سے ملاقات کی اور ان کے بڑے بھائی حاجی مطیع الرحمٰن درخواستیؒ اور مولانا حماد اللہ درخواستیؒ کی وفات حسرت آیات پر تعزیت کا اظہار کیا۔

حضرت دین پوری مدظلہ کی خدمت میں:
خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ کی خدمت میں ۱۱؍محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۰؍اگست حاضری دی اور حضرت والا کی خیریت معلوم کی اور ان سے دعائیں لے کر جنازہ میں شرکت کی۔

ماسٹر محمد شفیق سے اظہار تعزیت: ماسٹر محمد شفیق انچارج مسجد و مدرسہ جامع مسجد کرنال والی کی اہلیہ محترمہ کا ۱۰؍محرم الحرام ۱۴۴۴ھ کو انتقال ہوا۔ ماسٹر محمد شفیق ہمارے حضرت امیر مرکزیہ حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم العالیہ کے مسترشدین میں سے ہیں، حضرت اقدس لیہ میں جب تشریف لے جاتے ہیں۔ قیام وطعام ماسٹر محمد شفیق کرتے ہیں اور ان کی اہلیہ محترمہ حضرت الامیر دامت برکاتہم اور ان کے رفقاء و خدام کے خورونوش کا انتظام کرتی ہیں، ان کے انتقال کی خبر حضرت الامیر مدظلہ کو نہیں دی گئی، لیکن جب حضرت والا کو معلوم ہوا تو لیہ تشریف لے گئے اور مرحومہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اگلے دن راقم مقامی ناظم اعلیٰ قاری عبدالشکور گرواں، مبلغ مولانا محمد ساجد کی معیت میں ماسٹر محمد شفیق کے ہاں تعزیت کے لئے حاضر ہوا۔ بعدازاں لیہ مجلس کے امیر مولانا محمد حسین مدظلہ اور ان کے فرزند ارجمند قاری محمد امین جامع مسجد کرنال میں تشریف لائے۔ ختم نبوت کے وفد نے مرحومہ کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

مدرسہ ارشاد العلوم سنانواں میں جلسہ:
مدرسہ ارشاد العلوم سنانواں کوٹ اور مظفرگڑھ کے مہتمم مولانا ارشاد احمد گرمانی نے ۱۲؍اگست کو ظہر سے عصر تک جلسہ کا اہتمام کیا۔ جلسہ کی صدارت مقامی امیر مولانا قاری ابوبکر صدیق نے کی۔ جلسہ سے مقامی علماء کرام کے علاوہ علاقائی مبلغ مولانا محمد ساجد اور محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ مقررین نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں قادیانیوں کو غیرمسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کے مندرجات پر روشنی ڈالی۔ حاضرین سے عہد لیا کہ حالات خواہ کیسے ہوں وہ ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ کرتے رہیں گے۔ مقررین نے قادیانیوں کے اقتصادی و عمرانی بائیکاٹ کی اپیل کی۔ سامعین نے نعروں کی گوج میں ارادہ کیا کہ وہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے۔ رات کا آرام و قیام چلڈرن اسپیشلسٹ ڈاکٹر عبدالشکور عظیم کے مکان پر ہوا۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد صدیق اکبر قصبہ گورمانی: نواب مشتاق احمد گورمانی اسی علاقہ کے تھے۔ ریاست بہاولپور کے وزیراعلیٰ رہے۔ نیز مغربی پاکستان کے گورنر بھی رہے۔ فخرالدین علی احمد سابق صدر جمہوریہ بھارت کے برادر نسبتی تھے۔ ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ۲۹؍جون ۱۹۸۱ء کو وفات پائی اور گلبرگ لاہور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ گورمانی بلوچوں کی معروف شاخ ہے۔ اس قصبہ میں زیادہ تر گورمانی بلوچ رہتے ہیں۔ راقم نے ۱۲؍اگست ۲۰۲۲ء کے جمعۃ المبارک کا خطبہ گورمانی کی مرکزی جامع مسجد صدیق اکبر میں دیا۔ مولانا محمد یوسف خطیب و امام ہیں، جبکہ لیہ، بھکر کے مبلغ مولانا محمد ساجد سلمہ نے جامع مسجد پُل کھاکھی لسوڑی میں جمعہ پڑھایا۔ براستہ سلطان کالونی پٹھان ہوٹل واپسی ہوئی۔ مغرب کی نماز دفتر میں ادا کی۔

ملتان کی رابطہ کمیٹیوں کا اجلاس: مولانا حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم کی دعوت پر ملتان شہر کی

دو در جن سے زائد مساجد کے ائمہ، خطباء اور رابطہ کمیٹیوں کا اجلاس ۱۴/اگست کو مغرب سے عشاء تک منعقد ہوا۔ جس میں شہداء تحریک پاکستان کی مغفرت اور رفع درجات کی دعا کی گئی۔ ملک عزیز پاکستان کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا عزم کیا گیا۔ نیز پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے دشمنوں قادیانیوں اور ان کے چیلے چانٹوں کا مقابلہ کرتے رہنے کے عزم کا اظہار کیا گیا، نیز ۷/ستمبر کو ملتان میں موٹر سائیکل ریلی نکالنے اور اس کے متعلق پروگرام کو حتمی شکل دی گئی، آخر میں راقم نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت کے مجاہدین کا ذکر خیر کیا۔

حضرت مولانا ظفر احمد قاسم مدظلہ کی عیادت: موصوف ہمارے استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے خلیفہ اور شاگرد رشید ہیں۔ جامعہ خالد بن ولیدؓ کے نام سے ایک جنگل میں کئی کنال پر مشتمل ادارہ کے بانی، مہتمم اور شیخ الحدیث ہیں، ایک عرصہ سے صاحب فراش ہیں۔ ۱۷/اگست کو آپ کی خدمت میں حاضری ہوئی، خیر خیریت معلوم کی۔ مسلسل بیماریوں کی وجہ سے خاصے کمزور ہیں، آپ سے دعائیں لیں۔ آپ کے فرزندان گرامی مولانا خلیل الرحمٰن، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا عبدالرحمٰن اور آپ کے خادم مولانا شکیل الرحمٰن سے ملاقات کی، کچھ دیر مدرسہ میں آرام کیا۔

حافظ شبیر احمد مدظلہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وہاڑی کے امیر ہیں۔ بچیوں کا مدرسہ چلا رہے ہیں، بنات میں مختلف عنوانات پر کورس کراتے رہتے ہیں، جس میں بنات کے علاوہ علاقہ بھر سے خواتین بھی شریک ہوتی ہیں، کچھ دیر ان کی خدمت میں رہے۔

جامع مسجد باغ والی: جامع مسجد کی زمین ۱۹۵۲ء میں حاصل کی گئی۔ جو پانچ کنال تیرہ مرلے پر مشتمل ہے، جامع مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا، نیچے مارکیٹ اور اوپر مسجد بنائی گئی۔ مسجد کی تعمیر ۱۹۶۴ء میں مکمل ہوئی۔ مسجد کا نظم کمیٹی کے پاس ہے۔ مولانا کرم الٰہی فاروقیؒ جنوبی پنجاب کے سریلے خطیب تھے، ایک عرصہ خطیب رہے۔ ۱۷/اگست کو عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

خانقاہ عبیدیہ انوریہ کا قیام: پیر طریقت، رہبر شریعت، استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ دامت برکاتہم العالیہ کے حکم پر مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ صدیق آباد بستی مٹھو شجاع آباد میں خانقاہ عبیدیہ انوریہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مسترشد اور خادم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اس کی نگرانی کریں گے۔ ماہانہ مجلس ذکر بھی کرائیں گے۔ قارئین سے استدعا ہے کہ خانقاہ کی آبادی وشادابی اور کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

جامعہ خیر المدارس میں حاضری: ۱۸/اگست عصر کی نماز کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی خدمت میں حاضری دی اور انہیں صدارتی ایوارڈ ملنے پر مبارکباد پیش کی۔ نیز ۶/اکتوبر کو بہاولپور تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ۱۰/ستمبر کو تحفظ ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ میں شرکت کی دعوت دی۔ موصوف نے بشرط صحت شرکت کا ارادہ فرمایا۔

جامع مسجد بستی منڈھیرا مظفر گڑھ: رویلانوالی کے علاقہ میں ہمارے ایک سابق مبلغ مولانا سلطان محمود ماڑھا اسی علاقہ کے رہنے والے تھے۔ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ کے دورِ امارت میں مرکز کے مبلغ رہے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب مولانا محمد لقمان علی پوریؒ بھی مجلس کے مبلغ تھے۔ مولانا محمد لقمان بذلہ سنج انسان تھے، ان کے کئی ایک واقعات زبان زدِ عوام رہے۔ زیادہ عرصہ چل نہ سکے۔ اپنے آبائی علاقہ میں مسجد بنائی، اس وقت مسجد کے خطیب ہمارے تعلیم کے زمانہ کے ساتھی مولانا بشیر احمد (المعروف بشیر احمد عثمانی) ہیں۔ مولانا سلطان محمودؒ اگست ۱۹۹۸ء کو رحلت فرمائے عدم ہوئے۔ ان کی اولاد میں سے تو کوئی عالم نہ بن سکا، البتہ ان کے پوتے علم دین حاصل کر رہے ہیں۔ نیز اسی علاقہ سے میرے ایک استاذ مولانا عبدالرحمٰن منڈھیرا تھے، جو استاذ محترم مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے شاگرد رشید اور ان کے ادارہ مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد کے مدرس اور ناظم رہے۔ مدرسہ عزیز العلوم کے علاوہ پلندری آزاد کشمیر، ٹنڈو آدم، حیدر آباد، ماتلی سندھ اور کراچی کلفٹن کے ایک ادارہ میں بھی استاذ رہے۔ مولانا عبدالرحمٰنؒ کے فرزند ارجمند حافظ زبیر احمد کی دعوت پر ان کی جامع مسجد میں ۲۲/اگست کو ظہر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ ملتان کے معروف عالم و عامل مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی بھی اسی علاقہ کے ہیں، ان کے ساتھ سفر کی رفاقت رہی۔

ملتان رابطہ کمیٹیوں کے ذمہ داروں کو شیلڈ: ۷/اکتوبر ۲۰۲۱ء کو ملتان قلعہ کہنہ قاسم باغ کے

استیڈیم میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ہوئی۔ کانفرنس سے پہلے ملتان شہر کو پچاس سے زائد حصوں میں تقسیم کیا گیا اور اس کے ذمہ دار مقرر کیے گئے۔ الحمدللہ! تمام ذمہ دار احباب نے بھرپور محنت کی۔ اتنا بڑا اجتماع ہوا کہ ملک کے حساس اداروں کی رپورٹ کے مطابق اتنا بڑا اجتماع ملتان میں عرصہ دراز سے نہیں ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے دفتر کے احباب کو اسی وقت حکم فرمایا کہ رابطہ کمیٹیوں کے ذمہ داروں کو کسی وقت بلا کر کوئی اعزازی شیلڈ دیے جائیں۔

مجلس کے مرکزی نائب امیر مولانا سیّد سلیمان بنوری مدظلہ نے فرمایا کہ شیلڈ کے ساتھ کوئی اہم کتاب بھی دی جائے جو یادگار رہے۔ چنانچہ ۲۳؍اگست ۲۰۲۲ء کو مغرب سے عشاء تک تقریب منعقد ہوئی، جس کی صدارت امیر مرکزیہ حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کی۔ رابطہ کمیٹیوں کے انچارج حضرت امیر مرکزیہ مولانا سیّد سلیمان بنوری، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد دامت برکاتہم کے ہاتھوں اعزازی شیلڈ کے ساتھ ساتھ شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی نوراللہ مرقدہ کے دس رسائل پر مشتمل احتسابِ قادیانیت کی دوسری جلد دی گئی اور یہ بابرکت تقریب عشاء کی نماز تک جاری رہی۔ حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم کے حکم پر نائب امیر مرکزیہ مولانا سیّد سلیمان بنوری مدظلہ کی دعا پر تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ایک ہفتہ کراچی میں: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کے اجلاس ۱۰؍مئی ۲۰۲۲ء میں فیصلہ کیا گیا کہ امسال ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کے پارلیمنٹ کے تاریخ ساز فیصلہ جس میں مرزائیوں کے دونوں گروپوں کو تیرہ دن تک ڈیفنس کا موقع دینے کے بعد انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا کی یاد میں ستمبر ۲۰۲۲ء کو پورا مہینہ کانفرنسیں منعقد کی جائیں۔ ۷؍ستمبر کو پورے ملک میں تحفظ ختم نبوت ریلیاں منعقد کی جائیں۔ چنانچہ اس اجلاس میں کراچی مجلس کے انچارج مبلغ مولانا قاضی احسان احمد سلمہ نے کہا کہ ان شاءاللہ العزیز! ہم مزارِ جناح والے پلاٹ میں یکم ستمبر کو عظیم الشان کانفرنس منعقد کریں گے اور اس سلسلہ میں انہوں نے میٹنگ سے فارغ ہوتے ہی کراچی کے جماعتی رفقاء کو متحرک کردیا اور کئی ماہ سے دن رات ایک کردیا۔ موصوف مبلغین کے سہ ماہی اجلاس منعقدہ ۲۱؍جولائی ۲۰۲۲ء میں بھی تشریف نہیں لائے اور نہ ہی مجلس منتظمہ (عاملہ) اور شوریٰ کے اجلاسوں میں شرکت کی۔ عرصہ دراز کے بعد موصوف نے راقم کو حکم فرمایا کہ ایک ہفتہ کانفرنس کی تشہیر کے لئے کراچی تشریف لائیں اور ایسے ہی شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا مفتی محمد راشد مدنی سے بھی استدعا کی۔ چنانچہ ۲۴؍اگست کو مرکزی شوریٰ کے اجلاس سے فارغ ہوتے ہی رات ۹ بجے ''پاک بزنس'' ٹرین کے ذریعہ سفر شروع کیا۔ ۲۶؍اگست کو صبح تین بجے دفتر پہنچے، تھوڑی دیر آرام کیا، صبح کی نماز پڑھی۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد اشفاقیہ بلدیہ ٹاؤن: مولانا تاج احمد کی فرمائش پر احباب نے جمعہ کا پروگرام ترتیب دیا۔ چنانچہ خطبۂ جمعہ مذکورہ بالا مسجد میں ادا کرنے کا موقع ملا۔

جامع مسجد اتحاد مسلم بلدیہ ٹاؤن: مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ مذکورہ مسجد کے امام و خطیب مولانا فضل احمد ہیں جبکہ متولی حاجی گل رحمان ہیں۔ ان کی شبانہ روز محنت سے عظیم الشان مسجد تعمیر ہوئی۔

جامع مسجد الحبیب سعید آباد: جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد افضل مدظلہ ہیں جو دارالعلوم کبیر والا کے فاضل، استاذ جی حضرت مولانا عبدالحمید لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ، حضرت مولانا سیّد فیض علی شاہؒ، حضرت صوفی محمد سرورؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ کافی عرصہ سے مسجد ہذا کی امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

حاجی عزیزالرحمٰن کے عشائیہ میں شرکت: حاجی عزیزالرحمٰن جمعیت علماء اسلام کراچی کے راہنماؤں میں سے ہیں، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، حضرت مولانا فضل الرحمٰن قائد جمعیت، مولانا عبدالغفور حیدری، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو شہید اور مولانا راشد محمود سومرو کے میزبان ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ۲۶؍اگست کو عشاء کی نماز سے فارغ ہوکر ان کے عشائیہ میں شرکت کی، جس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کی مقامی قیادت نے شرکت کی۔ عشائیہ سے فراغت کے بعد رات آرام و قیام اپنے دفتر جامع مسجد باب الرحمت میں کیا۔

جامعہ یوسفیہ للبنات میں بنات اور خواتین سے خطاب: جامعہ یوسفیہ کے بانی ہمارے حضرت لدھیانویؒ کے خادم اور تصنیف و تالیف میں رفیق کار حضرت مولانا نعیم امجد سلیمیؒ تھے، جو بنیادی طور پر چشتیاں بہاول نگر کے رہنے والے

تھے، ابتدائی تعلیم چشتیاں میں مولانا عبدالعزیزؒ سے حاصل کی۔ ۱۹۸۲ء میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد حضرت لدھیانوی شہید نے انہیں اپنی رفاقت میں لے لیا۔ حضرت شہید کی کتابوں کی تخریج و تسوید میں مصروف ہوگئے۔ مولانا نعیم امجد نے ۱۹۹۸ء میں اپنے گھر شانتی نگر، ڈالمیا میں مدرسہ شروع کیا۔ بعدازاں الگ جگہ لے کر جامعہ یوسفیہ للبنات کے عنوان سے ادارہ قائم کیا، جہاں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام درجات میں کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، جس میں ۲۵۰ مسافر طالبات ہیں اور مقامی ملاکر ۶۵۰ کی تعداد میں طالبات زیر تعلیم ہیں۔ ادارہ کی بنیاد شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے رکھی۔ مولانا نعیم امجد سلیمی کا انتقال شوال ۱۴۴۲ء مطابق ۲۴ر نومبر ۲۰۰۵ء میں ہوا۔ انہوں نے اپنے پسماندگان میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ ۲۷ر اگست کی صبح گیارہ بجے جامعہ یوسفیہ کی طالبات اور شانتی نگر کی خواتین سے خطاب کرنے کا موقع ملا۔ مجلس کے سابق امیر اور نائب امیر حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ اور حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نے قدوم میمنت لزوم سے اس ادارے کو سرفراز فرمایا ہے۔

جامع مسجد نوراللہ شیریں جناح کالونی میں جلسہ: ۲۷ر اگست مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد نوراللہ شیریں جناح کالونی کیماڑی میں جلسہ منعقد ہوا، جس کی صدارت خطیب مسجد مولانا محمد عبداللہ نے کی، جبکہ مجلس کراچی کے ساتھی مولانا محمد کلیم اللہ نعمان اور راقم کے بیانات ہوئے اور سامعین کو یکم ستمبر کو مزارِ جناح کے پلاٹ میں منعقد ہونے والی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ سامعین نے نعروں کی گونج میں ہاتھ ہلا ہلا کر کانفرنس میں جوش وخروش کے ساتھ شرکت کا ارادہ کیا۔

جامع مسجد خلفاء راشدین کھڈہ: کھڈہ کراچی کا تاریخی مقام ہے، جہاں تحریک آزادی کے نامور راہنما حضرت مولانا محمد صادقؒ ہوا کرتے تھے، جو جمعیت علماء ہند اور کانگریس کے راہنماؤں میں سے تھے۔ انہوں نے تحریک استخلاص وطن کے لئے عظیم قربانیاں دیں۔ مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ تحریک آزادی کا نامور مرکز رہا ہے۔ اب اگرچہ اس میں وہ جان نہیں رہی تاہم جامع مسجد خلفائے راشدین بھی اَسّی سال سے اہلِ حق کا مرکز چلی آرہی ہے۔ جہاں حضرت درخواستی، حضرت مولانا غلام اللہ خان، حضرت مولانا سیّد عبدالمجید ندیم شاہ اور مولانا عبدالشکور دین پوری رحمہم اللہ تعالیٰ سمیت مشہور مبلغین وخطباء قدم رنجا فرما چکے ہیں۔ اس وقت مسجد کی امامت کے فرائض مولانا احسان الرحمٰن مدظلہ فرمارہے ہیں، جو جامعہ فاروقیہ کراچی کے فاضل اور حضرت مولانا سلیم اللہ خانؒ کے شاگرد رشید ہیں۔ ۲۷ر اگست کو عشاء کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ مولانا محمد کلیم اللہ نعمان سلمہ کی رفاقت ومعیت حاصل رہی۔

جامع مسجد فلاح، فیڈرل بی ایریا: جہاں ہمارے حضرت لدھیانویؒ ایک عرصہ تک خطابت کے جواہر پارے لٹاتے رہے۔ حضرت لدھیانویؒ نے تقریباً ۱۹۵۴ء میں جامعہ خیرالمدارس ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ مدرسہ احیاء العلوم ماموں کانجن فیصل آباد اور جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں استاذ رہے۔ لکھنے پڑھنے کا ذوق قدرت کی طرف سے ودیعت تھا۔ فیلڈ مارشل ایوب خان کے دورِ اقتدار میں ایک ملحد و بے دین ڈاکٹر فضل الرحمٰن نے اوٹ پٹانگ کے معاملات کو دین کا نام دینا شروع کیا تو جن اہل علم نے اس کے خلاف قلم اٹھایا ان میں سرفہرست ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ تھے۔ آپ کے جاندار مضمون سے متاثر ہوکر شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ نے انہیں اپنے جامعہ کے ترجمان ماہنامہ بینات میں لکھتے رہنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ آپ نے ہر ماہ دس روز ماہنامہ بینات کو دینا شروع کردیئے۔ جب حضرت بنوریؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر بنے تو حضرت بنوریؒ کے حکم پر آپ مجلس میں آگئے، مجلس کے دفتر قدیم تغلق روڈ کوٹلہ تولے خاں میں راقم جب ۱۹۷۶ء کے آخر میں فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ سے ختم نبوت کورس کررہا تھا تو ان دنوں دفتر کی دوسری منزل پر ایک کمرہ میں رہائش پذیر تھے۔ فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے ان کی علمی مجالس دیکھیں اور بعض مجالس میں شرکت کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آگے چل کر آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی شعبہ نشر واشاعت کے انچارج بنادیئے گئے۔ اس دوران آپ نے امام العصر حضرت علامہ سیّد محمد انور شاہ کشمیریؒ کی تصنیف لطیف ''خاتم النبیین'' کا فارسی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا، ''اسلام اور قادیانیت... ایک تقابلی مطالعہ'' اور ابن شیر خدا مولانا سیّد مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ کے کئی ایک رسائل شائع کیے، نیز آپ نے خود بھی کئی ایک رسائل اور مضامین تحریر فرمائے جنہیں آگے چل کر تحفۂ قادیانیت کے نام سے چھ

جلدوں میں شائع کیا گیا۔ نیز آپ نے قادیانیت کے خلاف اتنا کچھ لکھا اور شائع کیا کہ شاید ہی کسی عالم دین اور مصنف نے اتنا تحریر کیا ہو۔ نیز آپ کا عظیم کارنامہ ہے کہ آپ کو قادیانیت کی طرف سے وفاقی شریعت عدالت سمیت کئی ایک عدالتوں میں کیے جانے والے مقدمات میں امت مسلمہ کی طرف سے پیروی کرنا نصیب ہوئی اور آپ نے اس کا حق ادا کردیا۔ ایک وقت آیا کہ آپ بچوں سمیت کراچی منتقل ہوگئے۔ جامعہ بنوری ٹاؤن میں احادیث نبویہ کے اسباق کے علاوہ روزنامہ جنگ کے صفحۂ اقرأ میں ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' کا سلسلہ شروع کیا، اللہ پاک نے اسے قبول عام نصیب فرمایا جو کئی ایک جلدوں میں تخریج کے ساتھ شائع کیا گیا۔ قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزا طاہر احمد نے جب پاکستان سے راہ فرار اختیار کرکے لندن کی راہ لی اور لندن میں ٹلفورڈ کے مقام پر اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تو آپ نے مجلس کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ کے ساتھ مل کر لندن میں ایک گرجا گھر خرید کر ختم نبوت کا مرکز بنایا۔ آگے چل کر آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر بنادیئے گئے اور کراچی میں مزارِ جناح کے بالمقابل جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش میں جامع مسجد ختم نبوت اور مرکز بنایا تو آپ اس مرکز میں منتقل ہوگئے جو آپ کی حسین یادگار ہے۔ تصنیف وتالیف کا شعبہ بھی اسی مرکز میں منتقل کردیا اور تاحیات اسی مرکز کو رونق بخشی، ۱۸/مئی ۲۰۰۰ء کو آپ شہید کردیئے گئے۔ آپ کے فرزندان گرامی میں حافظ محمد سعید لدھیانوی، حافظ عتیق الرحمٰن لدھیانوی، مولانا محمد طیب لدھیانوی اور مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی آپ کے جانشین مقرر ہوئے۔

۲۸/اگست ۲۰۲۲ء بروز اتوار بعد ظہر راقم نے اسی محراب ومنبر میں بیان کیا، جہاں ہمارے حضرت لدھیانویؒ گرجتے اور برستے رہے۔

جامعہ عائشہ للبنات شاہ فیصل کالونی: عزیز القدر مولانا محمد اشفاق سلمہ مختلف کورسز کراتے رہتے ہیں، ان کورسز میں جامعہ عائشہ کی بنات کے علاوہ علاقہ بھر کی معلمات اور خواتین بھی شریک ہوتی ہیں۔ ۲۸/اگست ظہر کی نماز کے بعد مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام پر لیکچر دیا جبکہ راقم نے مرزا قادیانی سے لے کر مرزا مسرور تک قادیانیوں کے مقابلہ میں جدوجہد کرنے والے اداروں کا تذکرہ کیا۔ نیز تحریکہائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء میں عظیم الشان کردار اور فیصلوں پر روشنی ڈالی۔ نیز مدینہ مسجد لانڈھی میں مولانا عمر زرین کی صدارت میں بیان ہوا۔

توحید مسجد گلشن حدید میں جلسہ: اسی روز عشاء کی نماز کے بعد گلشن حدید میں جلسہ منعقد ہوا، جس سے مولانا مفتی محمد اسحاق مصطفیٰ اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔ اس مسجد میں جمعیت علماء اسلام کے راہنما مولانا احسان اللہ ہزارویؒ ایک عرصہ تک امام وخطیب رہے۔ موصوف باہمت عالم دین تھے۔ برمنگھم کی ختم نبوت کانفرنسوں میں بھی شرکت فرماتے رہے۔ گلشن حدید کے علاقہ میں قادیانیوں کو نتھ ڈالے رکھی۔ ان کی دعوت پر خواجہ خواجگان مولانا خان محمدؒ، امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدرؒ اور دیگر اکابرین تشریف لاتے رہے۔ ایم ایم اے کے دور میں ایم پی اے بھی رہے۔ ۲۰۱۰ء میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

جامعۃ الصالحات نائن زیرو میں: ۲۹/اگست کو ۱۰ بجے صبح بنات اور خواتین کے اجتماع سے خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ جامعۃ الصالحات کے مدیر مولانا سیّد اکرام الرحمٰن ہیں، نائن زیرو کسی زمانہ میں الطاف حسین کا مرکز رہا ہے، جہاں ان کی اجازت کے بغیر چڑیا کو پر مارنے کی اجازت نہ تھی، موصوف نے اس زمانہ میں دیپ جلائے رکھا۔ اس ادارہ میں درجنوں بچیاں زیر تعلیم ہیں، یہاں بیان ہوا۔

الابرار اکیڈمی کے طلبہ اور اساتذہ کی خدمت میں معروضات: جامعۃ الصالحات سے فارغ ہوکر مولانا محمد قاسم سلمہ کی معیت میں الابرار اکیڈمی جامع مسجد الاختر ایف بی ایریا کے منتظمین کے حکم سے بیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ ادارہ کراچی کے معروف شیخ طریقت حضرت مولانا شاہ فیروز میمن مدظلہ کی نگرانی میں چل رہا ہے، جس میں سیکڑوں بچے اور بچیاں دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ وپیراستہ ہورہے ہیں، یہ ادارہ دین ودنیا کا حسین امتزاج ہے، جہاں قرآن پاک کی تعلیم کے علاوہ دنیاوی تعلیم میٹرک تک دی جاتی ہے۔ بچوں کے لباس اور طرزِ رہائش اور ادارہ میں صفائی ستھرائی کا قابل رشک انتظام ہے۔

مرکزی جامع مسجد ناظم آباد نمبر۱: جس کے خطیب وامام دارالعلوم کراچی کے فاضل مولانا بدرالدین گلگتی مدظلہ ہیں، جو مفتی اعظم مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ اور شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کے شاگرد رشید اور اردو یونیورسٹی کراچی سے ریٹائرڈ پروفیسر ہیں۔ ابتدائی چند سال جامعہ بنوری ٹاؤن میں تعلیم

حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف دارالعلوم کراچی سے کیا۔ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر تقریباً ۲۵ منٹ بیان ہوا۔

دارالعلوم گلشن جامع مسجد سیّدنا امیر حمزہ:

دارالعلوم کے بانی مولانا مفتی محمد اسد اللہ شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ فیز۲ ہیں۔ دارالعلوم میں ۱۳۵ اساتذہ کرام کی نگرانی میں ۳۵۰ طلبہ کرام تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ دارالعلوم میں بنات کو صرف دراسات دینیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مولانا محمد عثمان ادارہ کے معتمدین میں سے ہیں، ان کی معیت ورفاقت میں مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ جس میں سیکڑوں طلبہ اور نمازیوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔

جامعہ حمادیہ میں طلبہ اور اساتذہ کرام سے خطاب: جامعہ حمادیہ کے بانی حضرت ہالیجویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالواحدؒ تھے جو بنیادی طور پر یوپی انڈیا کے ضلع غازی پور سے مہاجر تھے۔ دارالعلوم دیوبند کے فاضل، شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ، مولانا اعزاز علی، مولانا فخرالدین جیسی جبال العلم کے سامنے زانوائے تلمذ تہہ کیے اور احادیث نبویہ کے انوار و برکات حاصل کیے۔ آپ کا بیعت کا تعلق سلسلہ قادریہ راشدیہ کے نامور شیخ حضرت مولانا سائیں حماد اللہ ہالیجویؒ سے تھا اور خلافت کی سعادت سے سرفراز ہوکے اور اپنے شیخ کی یاد میں شاہ فیصل کالونی نمبر۲ میں جامعہ حمادیہ قائم کیا، جو کراچی شہر کے گنے چنے اداروں میں سے ہے۔ آپ ایک متبحر عالم دین اور مفسر القرآن تھے۔ آج بھی ان کے ادارہ سے انوار و برکات جھلکتے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزندان گرامی مولانا راشد عبداللہ، مولانا عاصم عبداللہ ادارہ کا نظام سنبھالے ہوئے ہیں۔ موخرالذکر کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ان حضرات کی موجودگی میں ۳۰؍اگست کو عشاء کی نماز کے بعد بیان ہوا۔

عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کراچی

الحمدللہ! یکم ستمبر بروز جمعرات بعد نماز عصر سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس بڑی شان وشوکت کے ساتھ روشنیوں کے شہر کراچی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے متصل باغ جناح میں منعقد کی گئی۔ عصر کے وقت سے پہلے ہی شمع کے پروانے دور دراز علاقوں سے، جوق در جوق قافلوں کی صورت میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں پہنچنا شروع ہوگئے۔ اس ختم نبوت کانفرنس کے انتظامات مولانا قاضی احسان احمد کی نگرانی میں ہورہے تھے۔ کانفرنس سے ایک دن پہلے صفائی، ڈیکوریشن، ساؤنڈ سسٹم، لائٹس کا کام مکمل ہوگیا تھا۔ رضا کاروں کو مختلف مقامات پر ڈیوٹی کے فرائض انجام دینے کے لئے مقرر کیا گیا تھا، انہوں نے کانفرنس کے اختتام تک بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو نبھایا، اس پُر رونق تقریب کی مہم کئی مہینے پہلے شروع ہوگئی تھی، رفتہ رفتہ اس میں تیزی آتی گئی، یہاں تک کے اس کی آواز پورے شہر میں گونجنے لگی، تمام مساجد و مدارس میں علماء کرام کے بیانات کروائے گئے جس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، رد قادیانیت کے سلسلے میں بیانات ترتیب دیئے گئے اور مجمع کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ مدارس کے مہتمم، ائمہ، طلباء، عوام کے ساتھ ساتھ سیاسی رہنماؤں سے ملاقات کرکے ان کو بھی اس آگاہ کیا گیا اور سب نے اپنے ایمان کا حصہ سمجھ کر شرکت کی حامی بھری۔ یہ کانفرنس کراچی کی سرزمین میں پہلی دفعہ اتنے بڑے پیمانے پر کی گئی ہے ورنہ ہر سال تمام مساجد کے علاوہ دفتر ختم نبوت میں ۷؍ستمبر کو منعقد ہوتی ہے اور بیانات کا سلسلہ ہوتا ہے۔ کانفرنس میں جید علماء کرام کے علاوہ سیاسی و مذہبی رہنما اسٹیج کی زینت بنے، باری باری سب نے اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا۔ رد قادیانیت کے مختلف موضوعات پر اکابرین نے روشنی ڈالی، سیاسی رہنماؤں نے اپنے بیان میں اس بات کا ذکر کیا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم اس مبارک کانفرنس میں حاضر ہوئے اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ عقیدہ ختم نبوت کا تذکرہ کرتے کرتے دل اور دماغ ویسے ہی معطر ہورہے تھے مزید نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند کرتے ہوئے سب کے دلوں کو منور کیا جارہا تھا۔ جن جن اکابرین نے بڑھ چڑھ کر اس مشن میں حصہ لیا تھا ان کے نام کی بھی صدائیں بلند کی گئیں۔ ہم سب کے لئے بڑی سعادت کی بات ہے کہ امیر مرکزیہ حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ اور پیر طریقت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ ضعف اور طبیعت کی ناسازی کے باوجود کانفرنس میں تشریف لائے اور بیان فرمایا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام یہ عظیم الشان کانفرنس شام سے شروع ہوکر رات دو بجے دعا کے ساتھ پائے تکمیل کو پہنچی۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے اکابرین کے مشن کو اپنے سینے سے لگائیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کی خاطر ہمہ وقت اپنے تن من دھن کے ذریعے اس فتنے کا مقابلہ کریں اور دامے درمے قدمے سخنے اس نیک کام میں لگے رہیں۔ اللہ ہم سب کو ختم نبوت کے کام کے لئے مرتے دم تک قبول فرمائے اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ اکابر کے ساتھ کھڑا رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مولانا محمد وقاص عالم)

عیسائی پادریوں سے چند سوالات

قسط:۱۴

حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

تفطیر یا عشاءِ ربانی کیا چیز ہے؟ عیسائی پادریوں سے دسواں سوال:

مسلمان عیسائی پادریوں سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں بتائیں کہ یہ ’’عشاءِ ربانی‘‘ کیا چیز ہے اور عقل ونقل کے خلاف یہ مضحکہ خیز حرکت پادری کیوں کرتے ہیں؟ ان کے پاس اس قبیح عمل کی کیا دلیل ہے؟ بہرحال پہلے عشاء ربانی کی تفصیل ملاحظہ ہو:

نصاریٰ کے بنیادی عقائد میں ایک عقیدہ تفطیر کا ہے جسے عشاء ربانی یا مقدس غذا بھی کہا جاتا ہے، جس کا پس منظر یہ ہے کہ بقول نصاریٰ: ’’حضرت مسیح کے سولی دیئے جانے سے ایک روز قبل حضرت مسیح اپنے حواریوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے اور حضرت مسیح نے روٹی لے کر اسے برکت دی اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے حواریوں کو دیئے اور فرمایا کہ کھاؤ! یہ میرا جسم ہے اور پھر پانی کا پیالہ لیا اور شکر ادا کرکے پانی حواریوں کو دیا اور فرمایا کہ پیو! یہ میرا خون ہے۔‘‘

حضرت مسیح کے اس عمل اور قول کی بنیاد پر کیتھولک فرقہ عشاء ربانی کی رسم مناتا ہے اور اسے نصرانیت کا بنیادی شعار قرار دیتا ہے، جبکہ نصاریٰ کا دوسرا فرقہ پروٹسٹنٹ جو تقریباً سولہویں صدی میں وجود میں آیا ہے، اس رسم کو تسلیم نہیں کرتا اور خلاف عقل قرار دیتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ رومن کیتھولک فرقہ حضرت مسیح کے اس مذکورہ قول کی روشنی میں یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ روٹی کے ٹکڑے خواہ کتنی ہی کثیر تعداد میں ہوں اور خواہ کتنے ہی مقامات پر ہوں، عشاء ربانی کی رسم کی ادائیگی کے وقت وہ سب حقیقتاً جسم مسیح کی شکل میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح وہ برتن کا مشروب اس وقت میں حقیقی طور پر حضرت مسیح کے خون کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے، فرقہ پروٹسٹنٹ کہتا ہے کہ یہ بات حواس ظاہرہ کی شہادت کے خلاف ہے، اس لئے قبول نہیں کی جاسکتی۔ دارالعلوم کراچی کورنگی کے مایہ ناز استاذ مرحوم حضرت مولانا شمس الحق رحمہ اللہ اپنی کتاب، اسلام اور مسیحیت تقابلی مطالعہ ص:۱۰۰ میں لکھتے ہیں:

رسم عشاء ربانی کی ادائیگی کا طریقہ:

اس کے نصاریٰ علماء نے مختلف طریقے بیان کئے ہیں۔ شیخ عبداللہ الترجمان جو پہلے پادری تھے بعد میں توفیق الٰہی سے آٹھویں صدی ہجری میں ایمان قبول کیا، انہوں نے ایک کتاب ’’تحفۃ الأریب فی الرد علی اھل الصلیب‘‘ لکھی، جس میں نصاریٰ کی معروف رسوم کی ادائیگی کا طریقہ بھی ذکر کیا، جس پر ایک عرصہ تک وہ خود بھی عامل رہے، یہ قسطلان کے قریب قصبۂ میورقہ کے باشندے تھے۔ یہ اپنی کتاب میں رسم عشاء ربانی کا طریقہ یوں بیان کرتے ہیں کہ اس رسم کی ادائیگی کے لئے ایک خاص قسم کی روٹی تیار کرائی جاتی ہے، جس میں مختلف قسم کے میووں کا آٹا شامل ہوتا ہے اور ایک برتن میں شراب لائی جاتی ہے اور پھلوں کا رس بھی۔ عبادت کے وقت پہلے کچھ بائبل کی عبارتیں بطور حمد وثنا پڑھی جاتی ہیں، جن میں عموماً زبور کی نعوت ہوتی ہے، اس کے بعد پادری وہ کلمات پڑھتا ہے جو حضرت مسیح نے حواریوں کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے اس روٹی اور پانی کے بارے میں فرمائے تھے، پھر پادری اس روٹی کو ہاتھ میں لے کر آسمان کی طرف کرتا ہے اور کچھ کلمات برکت پڑھنے کے بعد نیچے رکھ دیتا ہے اور پھر اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ: میں یقین رکھتا ہوں کہ تو مسیح کا بدن ہے، جس میں خدا کے بیٹے نے داخل ہوکر حضرت مریم کے بطن سے ظہور کیا اور پھر خود کو سولی چڑھا کر دنیا کو گناہوں کے عذاب سے چھڑایا۔ اس کے بعد وہ اس روٹی کے ٹکڑے کرتا ہے اور تمام حاضرین کو تقسیم کرتا ہے، پھر وہ تمام حاضرین اسی طرح ان ٹکڑوں کو سامنے رکھ کر سجدہ کرتے ہیں اور وہی کلمات کہتے ہیں جو پادری نے کہے تھے اور ان کا پختہ یقین ہوتا ہے

کہ اب یہ روٹی نہیں، بدن مسیح ہے۔ اسی طرح اس شراب کے برتن کو لے کر پادری آسمان کی طرف کرتا ہے اور پھر کچھ کلمات دعائیہ پڑھ کر رکھ دیتا ہے اور اس کے سامنے سجدہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یقین رکھتا ہوں کہ تو یسوع مسیح کا خون ہے، جو بہتوں کے لئے بہایا گیا، اس کے بعد وہ مشروب بھی حاضرین میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پھر حاضرین اس کو سجدہ کرتے ہیں اور یہی کلمات کہتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ خون مسیح ہے۔ اس کے بعد روٹی کھالی جاتی ہے اور شراب پی لی جاتی ہے۔ (ص:۱۰۱)

بعض علماء نے کہا کہ عشاء ربانی کی رسم روزانہ ہر کلیسا میں منائی جاتی ہے، مگر اس میں کسی خاص روٹی کا اہتمام نہیں ہوتا بلکہ عام روٹی ہی ٹکڑے کر کے تقسیم کی جاتی ہے اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ رسم یوم الاحد یعنی اتوار کے دن جو نصاریٰ کا مقدس دن ہے، اس میں منائی جاتی ہے۔ پہلے کچھ دعائیہ کلمات بائبل سے پڑھتے ہیں، اس کے بعد بڑا پادری حضرت مسیح کے مذکورہ کلمات کہتا ہے پھر اس روٹی کو آسمان کی طرف کر کے یہ کہا جاتا ہے کہ ہم یقین کرتے ہیں کہ تو جسم مسیح ہے اور پانی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تو خون مسیح ہے اور پھر اسے تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس روایت کے مطابق اسے سجدہ نہیں کیا جاتا، لیکن طریقہ کار خواہ کچھ بھی ہو، یہ عقیدہ مشترک ہے کہ وہ روٹی بدن مسیح بن جاتی ہے اور اس کا ایک ایک ٹکڑا خواہ لاکھوں کی تعداد میں ہوں، ہر ایک مسیح کا بدن بن جاتا ہے اور یہ کوئی مجاز نہیں بلکہ حقیقتاً ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شراب اس کا ہر ہر قطرہ حقیقتاً مسیح کا خون بن جاتا ہے اور نصاریٰ یہ رسم حضرت مسیح کی قربانی کی یادگار کے طور پر مناتے ہیں، جیسا کہ انجیل لوقا میں یہ ہے کہ حضرت مسیح نے یہ فرمایا تھا کہ تم میری یادگار کے طور پر اسے اختیار کرنا۔ (ص:۱۰۲)

نصاریٰ کا یہ عقیدہ غلط ہے:

نصاریٰ کا یہ عقیدہ کہ روٹی اور پانی بدن مسیح اور خون مسیح بن جاتا ہے بلا دلیل بھی ہے اور عقل و نقل کے خلاف بھی ہے حتیٰ کہ خود فرقہ پروٹسٹنٹ بھی اسے خلاف عقل کہتا ہے، اس عقیدہ کے خلاف عقل ہونے کی متعدد وجوہ ہیں۔

پادری جب عشاء ربانی کی روٹی کے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے تو بقول نصاریٰ ہر ٹکڑا مستقل جسم بنتا ہے تو سوال یہ ہے کہ کھانے والے جب اس کو کھاتے ہیں تو ہر ایک نے پورا جسم مسیح کھالیا اور اگر روٹی کا ہر ٹکڑا مستقل جسم نہیں بنا تو ہر ایک نے ناقص جسم مسیح کھایا، اس صورت میں وہ کھانے والا پورے جسم مسیح کا آکل نہ بنا اور مقصود تب حاصل ہوگا کہ پورا جسم کھائے اور جب یہ کہا جائے کہ ہر ایک نے پورا جسم مسیح کھایا، کیونکہ ہر ٹکڑا کامل مسیح ہے تو پھر تمہارے نزدیک مسیح ایک نہ ہوا بلکہ لاتعداد ہوئے اور چونکہ تم مسیح کو خدا بھی کہتے ہو تو تم لاتعداد خداؤں کے قائل ہوئے تو پھر تمہارا عقیدہ تثلیث کیسے قائم رہا ہے۔ (ص:۱۰۳)

اور اگر بقول نصاریٰ یہ بات صحیح ہے کہ روٹی کا ہر ٹکڑا واقعتاً مسیح بن جاتا ہے اور مشروب کا ہر قطرہ خون مسیح بن جاتا ہے اور روزانہ یہ کھاتے اور پیتے ہیں تو نصاریٰ یہود سے زیادہ ظالم اور شقی اور ملعون ہوئے، کیونکہ یہود نے ایک مرتبہ مسیح کو سولی چڑھا کر ظلم کیا اور نصاریٰ روزانہ جسم مسیح کے ٹکڑے کرتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اور اس سے زیادہ بدبختی کی اور کیا بات ہے کہ معبود خور بن جاتے ہیں اور مسیح کو معبود جانتے ہیں اور اس کے جسم حقیقی اور خون حقیقی کو کھاتے پیتے ہیں۔ (ص:۱۰۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم عیسائی پادریوں سے سوال کرتے ہیں کہ تم ہمیں جواب دو کہ تم عشاء ربانی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو کیوں کھاتے ہو؟ اور ان کے خون کو کیوں پیتے ہو؟ تم اپنے نبی کے جسم خور اور خون چوس کیوں بنتے ہو؟

کفارہ کیا ہے اور صلیب کی لکڑی کی عظمت کیوں ہے؟ عیسائی پادریوں سے گیارہواں سوال:

میں عیسائی پادریوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اس کا جواب دیں کہ صلیب کی لکڑی کو جو آپ انتہائی مقدس سمجھتے ہیں اور اس کے سامنے جھک کر سجدہ کرتے ہیں اور اس کا لاکٹ بنا کر گلے میں لٹکاتے ہیں اور ہر وقت اس کو چومتے ہیں اور صلیب کو اپنا مذہبی شعار بناتے ہیں یہ بتائیں کہ صلیب کی اس لکڑی میں یہ تقدس کہاں سے آ گیا؟ اگر یہ تقدس اس وجہ سے آ گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم صلیب کی اس لکڑی نے مَس ہوا ہے اور یہ مقدس بن گئی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے زندگی بھر گدھے اور خچر پر سواری کی ہے، ان کا جسم اس سے زیادہ مس ہوا ہے پھر گدھوں کی تعظیم کیوں نہیں کرتے؟ صلیب کی خشک لکڑی بلکہ سیمنٹ اور مٹی اور پتھروں سے بنی ہوئی صلیب کی عبادت

اور تعظیم کرتے ہو، تب تو تمہارے اور بت پرست مشرکوں کے درمیان کوئی فرق نہیں رہا اور اگر تعظیم کی وجہ یہ ہے کہ صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پھانسی کا ذریعہ بنی ہے جس سے کفارہ ادا ہوگیا ہے تو پھر تعظیم کا زیادہ مستحق یہوداہ اسکریوتی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سولی پر چڑھائے جانے کا ذریعہ بنا تھا کیونکہ اسی نے جاسوسی کی اور تیس روپے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوا دیا اور اگر صلیب اس لئے تعظیم کی مستحق ہے کہ اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خون گرا ہے تو پھر کانٹوں کا وہ تاج تعظیم کا زیادہ مستحق ہے جو تمہارے عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھائے جانے سے پہلے پہنایا گیا تھا اور اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خون گرا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ صلیب کی تعظیم کی کوئی وجہ نہیں ہے، یہ عیسائیوں کی بدبختی ہے کہ ان کے مشرک بننے کے لئے شیطان نے ان کو لکڑی کی تعظیم اور عبادت میں لگا دیا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھائے گئے تھے نہ قتل کئے گئے تھے بلکہ وہ آسمانوں پر زندہ اٹھائے گئے تھے اور یہوداہ اسکریوتی صلیب پر چڑھائے گئے۔ انجیل برناباس میں پوری تفصیل ہے، اس پوری تفصیل کی آیات ۱۳ تا ۱۵ اس طرح ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے برناباس! تو معلوم کر کہ اسی وجہ سے مجھ پر (اپنی) حفاظت کرنا واجب ہے اور عنقریب میرا ایک شاگرد مجھے تیس سکوں کے ٹکڑوں کے عوض بیچ ڈالے گا (اس سے مراد یہوداہ ہے) اور اس بنا پر پس مجھ کو اس بات کا یقین ہے کہ جو شخص مجھے بیچے گا وہ میرے ہی نام سے قتل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ مجھ کو زمین سے اوپر اٹھا لے گا اور بے وفا کی صورت بدل دے گا، یہاں تک کہ اس پر ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ میں ہوں مگر جب مقدس محمد رسول اللہ آئے گا وہ اس بدنامی کے دھبے کو مجھ سے دور کرے گا۔ (انجیل برناباس، ص:۲۸۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''پس میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں نہیں مرا ہوں بلکہ یہوداہ خائن (مرا) ہے۔''

(انجیل برناباس، ص:۴۳۳، آیت:۱۶)

قرآن عظیم کا بھی یہی اعلان ہے اور تمام اناجیل کی بھی یہی گواہی ہے کہ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور اس کی جگہ یہوداہ خائن پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی اور وہ سولی پر چڑھائے گئے، اب پادریوں سے یہ الگ سوال ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر ہی نہیں چڑھے اور یہوداہ چڑھ کر مرے تو تمہارا کفارہ کس طرح ادا ہوگیا؟ کیا یہوداہ نے کفارہ ادا کردیا؟ حالانکہ وہ جاسوس تھا، منافق تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھنسانا چاہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کو پھنسا دیا، اگر وہ خائن صلیب پر قتل ہوگیا تو تمہارے لئے صلیب کیسے معظم بن گئی؟ کیا یہوداہ کی وجہ سے اس میں عظمت آگئی اور کیا یہوداہ کے سولی پر چڑھنے سے تمام انسانوں کے گناہوں کا کفارہ ادا ہوگیا؟ اور اگر تمہارا کفارہ ادا ہوگیا اور تمام انسان معاف ہوگئے تو تمہارے پوپ گناہگاروں سے بھاری نذرانے لے کر ان کی مغفرت کیوں کراتے ہیں، جس کو تم اعتراف گناہ کہتے ہو اور انسانوں میں جب کوئی گناہگار ہی نہیں رہا تو بھاری رقم لے کر کس چیز سے مغفرت کراتے ہو؟ اور اگر سارے انسان معاف ہوگئے اور جنتی بن گئے تو تم مسلمانوں کو کیوں دوزخی بتاتے ہو؟ کیا کفارہ صرف تمہاری طرف سے ادا ہوگیا، حالانکہ تم کہتے ہو کہ اولاد آدم کا کفارہ ادا ہوگیا تو کیا مسلمان قوم اولاد آدم میں داخل نہیں ہے؟ خدا کا خوف کرو، تمہارے ہاتھ میں مذاہب نہیں، کتاب نہیں، رسول نہیں، شریعت کا قانون نہیں، اس لئے جو کچھ چاہتے ہو اپنی طرف سے بناتے ہو اور غریب عیسائیوں کو دھوکا دیتے ہو اور بھاری نذرانے وصول کرتے ہو۔

میں ان پادریوں سے یہ پوچھتا ہوں کہ ''اعتراف گناہ'' کے قاعدہ میں تم غریب عیسائی عوام کو جکڑ کر رکھتے ہو، سزا دیتے ہو اور بھاری رقم وصول کرتے ہو، تم ہمیں یہ بتاؤ اور جواب دو کہ تم پادری اور پوپ اعتراف گناہ کے اس ضابطہ سے مستثنیٰ کیوں ہو؟ کیا گناہ تم سے سرزد نہیں ہوتا؟ حالانکہ اگر حقیقت سے پردہ اٹھا دیا جائے تو مسیحی اقوام میں قحبہ خانوں کے چلانے والے سب سے زیادہ یہی پادری ہیں، ایک کتاب جس کا نام ہے: ''مسیح کیا ہے؟ مغربی مفکرین کی نظر میں'' اس کے مصنف جناب چوہدری عبدالمجید (مکان نمبر ۱۲/ بی ٹرسٹ کالونی بہاولپور ہیں) ۱۹۹۰ء میں انہوں نے یہ کتاب شائع کی ہے، اس کتاب میں انہوں نے مسیحی مذہب سے متعلق بہت معلومات فراہم کی ہیں، انہیں معلومات میں سے پادریوں سے متعلق کچھ معلومات ملاحظہ ہوں۔

(جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی

آپ بیتی!

الحاج میاں عبدالخالقؒ: راقم کے والد محترم کا نام عبدالخالق رکھا گیا جو بعد میں الحاج میاں عبدالخالق کہلائے۔ والد محترم غریب انسان تھے، غربت کا یہ عالم تھا کہ پرائمری اسکول کا ماہانہ چندہ دو آنے ہوتا تھا (دو آنے کا سکہ ہوتا تھا) مہینے کے بعد ہمیں دو آنے نہیں ملتے تھے۔ خیر و برکت کا دور تھا جو آمدنی ہوتی والد محترم ہمارے دادا جی کی خدمت میں پیش کر دیتے اور ہمیں بھی حکم ہوتا کہ بڑے بابا جی سے مانگیں، ہم بڑے بابا جی سے درخواست کرتے تو فرماتے: فلاں جگہ تھیلی میں سے دو آنے لے لیں۔

ہمارے گھر میں ایک جھونپڑی اور تین کمرے تھے۔ کمروں کی چھت ٹیڑھے میڑھے بھالے اور جنگلی لکڑیوں کی ہوتی تھی۔ ایک کمرہ ہماری رہائش کے لئے، ایک کمرہ اسٹور اور ایک کمرہ جانوروں کے باندھنے کے لئے۔ والد محترم پڑھنا لکھنا نہیں جانتے تھے۔ البتہ قرآن پاک ناظرہ پڑھے ہوئے تھے، تلاوت میں ناغہ نہیں ہوتا تھا۔ رات کو سوتے وقت سورۂ ملک، سورۂ یٰسین اور غالباً سورۂ الم سجدہ کا معمول تھا۔ ہمارے گھر کے قریب آبائی مسجد ہوتی تھی۔ برادر محترم مولانا خادم اللہ مدظلہ جب میٹرک کرنے کے بعد مدرسہ عزیزالعلوم شجاع آباد کے ایک سابق مولانا عبدالسبحانؒ (جو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شہید ہوئے) سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک آپ کا اگلی کسی کلاس میں داخلہ نہیں ہوتا، آپ میرے پاس مدرسہ عزیزالعلوم میں ترجمہ قرآن مجید اور دینی کتب پڑھیں، تو ان سے پڑھنا شروع کیا۔ جو ترجمہ پڑھ کر آتے اگلی صبح اس کا درس دیتے، پوری بستی میں کھلبلی مچ گئی کہ صوفی عبدالخالق کا بیٹا وہابی ہوگیا۔

بہرحال والدین ماجدین کی مساعی جمیلہ سے اللہ پاک نے راقم کو مولوی بنادیا، الحمدللہ علی ذالک! پہلے ہماری رہائش بستی مٹھو بستی کے اندر تھی، جو شاملات دیہہ کی زمین تھی۔ والد محترم، برادرم ڈاکٹر محمد اسحاق، برادرم حاجی محمد یعقوب نے بستی مٹھو یونین کونسل کے دفتر کے قریب زمین خریدلی۔ والد صاحب نے مجھے بھی فرمایا کہ آپ بھی دس مرلے زمین خریدیں۔ راقم نے عذر کیا کہ میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں، فرمایا: جماعت سے قرض لے لیں۔ الحمدللہ! جماعت سے قرض لے کر دس مرلے کا پلاٹ (دس مرلے ۲۵۰۰ میں) راقم نے بھی خرید لیا اور اس طرح ہم برلب روڈ شہر کے قریب آگئے۔

شادی خانہ آبادی: میرے دو ماموں تھے، بڑے ماموں کا نام کریم بخشؒ تھا، ان کی چار بیٹیاں تھیں، دو بچیوں کا نکاح اپنی زندگی میں کر گئے، بقیہ دو میں سے ایک ساتھ میری نسبت ہو چکی تھی۔

راقم مدرسہ عزیزالعلوم شجاع آباد میں ابھی وسطانی کتابیں پڑھتا تھا کہ والد صاحب جو اکثر و بیشتر جمعہ مدرسہ عزیزالعلوم میں استاذ محترم مفسرالقرآن مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی نور اللہ مرقدہ کی اقتدا میں ادا فرماتے تھے، ایک جمعہ پر تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ کی شادی کی تقریب ۲۱ محرم کو رکھی ہے۔ یہ خبر سن کر راقم کی آنکھوں میں آنسو آگئے، خوشی کے نہیں، بلکہ تعلیم سے محرومی کے۔ والد صاحب نے سبب پوچھا تو راقم نے عرض کیا کہ شادی کا مقصد آپ مجھے تعلیم سے محروم کرنا چاہتے ہیں؟ اس لئے گھر کے مالی حالات کچھ اچھے نہیں تھے، فرمایا کہ میری زندگی رہی تو آپ کی دینی تعلیم میں حرج نہ ہوگا۔ اللہ پاک ان کی قبر کو بقعہ نور بنائے، انہوں نے اپنا عہد نبھایا۔ غربت کے باوجود میری تعلیم کو مکمل کرایا۔

آج کے طلبہ حیران ہوں گے کہ ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء کے سال جو میرے مشکوٰۃ شریف اور دورۂ حدیث شریف کے سال تھے، راقم کو مہینے کا خرچ پچیس روپے ملتا تھا، ان میں سے پانچ روپے میں اہلیہ محترمہ کو دیتا اور بقیہ آمدورفت کا کرایہ، شجاع آباد تا کہروڑ پکا اور پورے مہینہ کا خرچہ ہوتا تھا۔

دورۂ حدیث شریف سے فراغت کے بعد راقم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کا مبلغ بنا دیا گیا، بعدازاں بہاولپور تبادلہ کر دیا گیا، ایک دن

والد محترم بہاولپور تشریف لائے اور فرمایا کہ ہماری بستی کی مسجد بغیر چھت کے ہے۔ اس کا انتظام کریں، راقم نے کہا کہ چھت کا انتظام تو کرادوں لیکن ساری بستی بریلوی حضرات پر مشتمل ہے، جس دن مسجد کی چھت کا انتظام ہوگیا، بریلوی حضرات نے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر مسجد پر قبضہ کر لینا ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ کا قیام: راقم بہاولپور میں ۱۹۸۰ء تا ۱۹۹۰ء تک دس سال رہا، دریں اثنا ہماری بستی میں زمین فروخت ہو رہی تھی، پھر والد صاحب بہاولپور تشریف لائے اور فرمایا کہ تجھے دین پڑھایا۔ مولوی بنایا، تو بے شک اپنے زمانے کا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ یا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ بن جا لیکن علاقہ کو کیا فائدہ؟ میں نے عرض کیا کہ کیا مسئلہ ہے؟ فرمانے لگے کہ ہمارے علاقہ کے بچے آوارہ پھر رہے ہیں، ان کے دینی مستقبل کا کون سوچے گا؟

راقم نے عرض کیا کہ کیا مسئلہ ہے؟ فرمانے لگے: اپنے گھر کے قریب زمین بک رہی ہے، اپنی مسجد اور مدرسہ کے لئے کچھ فکر کریں، کچھ پیسے میرے پاس ہیں اور کچھ آپ ملائیں۔ اس طرح بابا جی کی فکر سے ایک کنال قطعۂ اراضی خرید لیا گیا۔ ہمارے شجاع آباد میں جکوال بلوچوں کا ایک خاندان رہتا ہے۔ ان کے بڑوں میں حاجی نذر حسین، حاجی منظور حسین اور حاجی خادم حسین تھے۔ حاجی نذر حسین اور حاجی منظور ہمارے استاذ جی مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کے جمعہ کے مقتدی اور صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ تیسرے بھائی حاجی خادم حسین کے ایک بیٹے حاجی مقبول حسین تھے۔ راقم والد محترم کے ساتھ جمعہ کے لئے مدرسہ عزیز العلوم جا رہا تھا کہ مقبول حسین اپنے بھٹہ کی طرف آرہے تھے۔ میں سائیکل پر تھا اور وہ موٹر سائیکل پر، میرے اشارہ کرنے پر رک گئے اور کہنے لگے: جی قاری صاحب! راقم نے کہا کہ مدرسہ کے لئے زمین خریدی ہے۔ اس سلسلہ میں اینٹوں کی صورت میں تعاون اور کچھ ادھار پر، کہنے لگے: جمعہ کے بعد آکر بات کریں۔ چنانچہ جمعہ کے بعد آئے تو کہنے لگے کہ اول کی چھانٹ اسی ہزار پڑی ہے جتنا مرضی آئے لے لیں، اس طرح اللہ پاک نے اینٹوں کا مسئلہ حل کردیا۔

چنانچہ ۱۹۸۴ء میں استاذ العلماء مناظر ختم نبوت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ نے دعا کرائی۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے سنگ بنیاد رکھا، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ نے تعمیر میں حصہ ملایا۔ والد محترم کی دعاؤں کی برکت سے مسجد اور مدرسہ کی تعمیر کا سلسلہ جاری ہے۔

اللہ پاک نے ہمارے والد محترم کو عشق کی حد تک قرآن پاک کی تلاوت اور ہر وقت اذان کا شغف نصیب فرمایا۔ راقم اکثر سفر پر ہوتا تھا اور ہوتا ہے۔ مدرسہ کی نگرانی، مسجد کی دیکھ بھال انہوں نے فی سبیل اللہ اپنے ذمہ لی ہوئی تھی، اولاد جو نقدی خدمت کرتی اسے ہر ماہ گڑ والے چاول یا گڑ والا دلیہ پکوا کر کھلاتے اور خوش ہوتے۔ سخت ترین سردی کے دن تھے، راقم اجازت لے کر بھکر کے تبلیغی سفر پر روانہ ہوا، بھکر سے دریا خان کے لئے روانہ ہو رہا تھا کہ برادرم ڈاکٹر محمد اسحاق کا فون آگیا کہ واپسی سفر کریں، کیونکہ والد محترم کی صحت ناساز ہے۔ واپسی کا سفر شروع کیا۔ راستہ ہی میں ان کی رحلت کی اطلاع ملی۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافیہ برد مضجعہ۔

بابا جی نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ کوئی شیخ الحدیث پڑھائیں۔ استاذ جی حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے وعدہ فرمایا۔ اگلے دن آٹھ بجے جنازہ کا وقت مقرر کیا گیا تھا۔ صبح استاذ جی کا فون آگیا کہ دھند بہت ہے اور بندہ کی طبیعت بھی سفر کی متحمل نہیں ہے، معذرت قبول فرمائیں۔ راقم نے کہا کہ آپ کی نمائندگی مجلس کے ناظم اعلیٰ کر رہے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا

دعائے مغفرت کی اپیل

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ دہلی مرکنٹائل سوسائٹی کے پرانے مخلص جماعتی ساتھی جناب نور احمد کی ہمشیرہ (اہلیہ محمد سلیم جالی والے) انتقال کر گئیں۔

☆...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بہت مخلص و معاون جناب محمد صادق خان کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا ہے۔

☆...... حلقہ کھڈہ مارکیٹ کے سرپرست مولانا عبدالمتین کے والد کا انتقال ہوگیا ہے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین کرام سے مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولپور کے موجودہ امیر دارالعلوم مدنیہ بہاولپور کے مہتمم وشیخ الحدیث کے آنے کی اطلاع ہوگئی تھی لیکن وہ لیٹ ہورہے تھے،لہٰذا دوسری نماز جنازہ حضرت مفتی صاحب کی اقتدا میں قبرستان حبیب شہید کی نماز جنازہ گاہ میں ادا کی گئی اور انہیں سپرد خاک کیا گیا۔

اللہ پاک کا فضل وکرم ہے کہ والد محترم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، بلکہ تہجد، اوابین، اشراق و چاشت بھی بلاناغہ ادا فرماتے۔ ہماری والدہ محترمہ اگرچہ سوائے قرآن پاک ناظرہ کے پڑھی لکھی نہ تھی۔ بایں ہمہ تلاوت قرآن یومیہ کا معمول تھا اور کئی کئی پارے روزانہ تلاوت فرماتیں۔ صوم و صلوٰۃ ان کی گھٹی میں شامل تھے۔ اللہ پاک دونوں کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں، آمین یا الٰہ العالمین۔

میرے اساتذہ کرام: میرے اساتذہ کرام میں بنیادی استاذ مفسر القرآن امام النحو حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ تھے، جن سے میں نے الف، ب، ت سیکھی۔ کریما، نام حق، سے تعلیم کا آغاز کیا۔ استاذ محترم خوبصورت آواز کے مالک تھے، فارسی ادب بڑے ذوق وشوق سے پڑھایا۔ فارسی کتب میں کریما، نام حق کا نام پہلے آچکا ہے۔ پند نامہ (شیخ فرید الدین عطارؒ) گلستان و بوستان (شیخ سعدیؒ) اور زلیخا جو مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ کی شاہکار فارسی ادب کی کتاب ہے۔ تقریباً دو سال میں قرآن پاک ناظرہ اور فارسی ادب مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں پڑھایا۔ اکثر وبیشتر کتب فارسی استاذ محترم نے خود پڑھائیں، معاون اساتذہ کرام بھی ہوتے تھے، ان میں ایک استاذ چھوٹے قد کے مولانا عبدالرحمٰن ماڑھا تھے، جو ضلع مظفرگڑھ سے تعلق رکھتے تھے۔ استاذ موصوف بھی صاحبِ طرز تھے۔ فارسی اشعار بڑی طرز سے پڑھتے پڑھاتے۔

مولانا عبدالرحمٰن میرے محسن: مولانا عبدالرحمٰن میرے اس لحاظ سے محسن تھے کہ شیطانی وساوس سے میں نے ایک ٹیلر ماسٹر، ماسٹر محمد سعیدؒ کے پاس جانا شروع کردیا تاکہ ٹیلر ماسٹر بنوں۔ ماسٹر سعید صاحب کی دکان رشید شاہ گیٹ کے اندر والے بازار میں تھی، ایک دن مولانا عبدالرحمٰنؒ گزرے تو مجھے وہاں بیٹھے ہوئے دیکھا، پوچھا: یہاں کیا کررہا ہے؟ بتلایا کہ استاذ سعید صاحب سے درزیوں کا کام سیکھ رہا ہوں۔ استاذ محترم نے مجھے دوچار لگائیں اور فرمایا کہ خبردار! میں دوبارہ تجھے یہاں نہ دیکھوں، استاذ محترم کے دوتین تھپڑ کارگر ثابت ہوئے اور میں تعلیم کی طرف یکسر متوجہ ہوگیا۔

صَرف کی تعلیم: صَرف راقم نے کبیر والا کے شہر کے ایک عالم دین مولانا محمد عبداللہ سے پڑھی، جو امام الصَرف حضرت مولانا منظور الحق مہتمم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا کے شاگرد رشید تھے، بہت ہی محنتی استاذ تھے۔ صیغوں کا اجرا، ارشاد الصَرف کے قوانین بڑی محبت سے پڑھائے۔ دوتین سال مدرسہ عزیز العلوم میں استاذ رہے پھر چلے گئے۔ راقم کو پھر ان کی زیارت وملاقات نہ ہوسکی۔ مولانا عبدالرحمٰن، مولانا محمد عبداللہ دونوں (مماتی گروپ) سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی وجہ سے اور بڑے استاذ مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ بھی ان دنوں مماتیوں کی جماعت اشاعت التوحید کے صوبائی امیر تھے۔ آپ کی دعوت پر سیّد عنایت اللہ بخاری، مولانا غلام اللہ خان، احمد سعید چتروڑگڑھی المعروف ملتانی، مولانا ضیاء اللہ قادری گجراتی، مولانا قاضی شمس الدین گوجرانوالہ بارہا جلسہ میں آتے اور انہوں نے عوام کے دلوں میں مماتیت کے زہریلے جراثیم منتقل کیے۔ مولانا محمد عبداللہ کے بعد مولانا مشتاق احمد مدرس بن کر آئے۔ موخر الذکر ایک قابل استاذ تھے، جمعیت اشاعت التوحید ضلع ملتان کے صدر وامیر بھی رہے۔ شریف الطبع مماتی تھے۔ مسئلہ حیات وممات کو شرافت اور متانت سے بیان کرتے، ان سے راقم نے دوبارہ ارشاد الصَرف پڑھی، موصوف بھی حضرت مولانا منظور الحقؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔

مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ کی مماتیت سے توبہ: احمد سعید ملتانی کی جارحانہ اور گستاخانہ تقاریر سامنے آئیں تو امیر جمعیت سیّد عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کو اپنا احتجاج ریکارڈ کرایا، ان دنوں بخاری صاحب پر احمد سعید کا سحر اثر انداز ہوچکا تھا، وہ احمد سعید کے خلاف کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے۔ مولانا شجاع آبادیؒ نے شاہ

دعائے صحت کی اپیل

حضرت مولانا زکریا صاحب (استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن وامام قدسی مسجد جمشید روڈ) صاحبِ فراش ہیں، ان کے لئے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

صاحب سے فرمایا کہ جس طرح یہ باہر سے کالا ہے، ایسے ہی اس کا اندر باہر سے زیادہ خطرناک اور زہرناک ہے اور استاذ محترم نے فرمایا کہ یہ کالا ناگ ہے، جب یہ آپ کو ڈنگ مارے گا تو اس وقت پانی سر کے اوپر سے جا چکا ہوگا اور آپ اس کو کوئی لگام نہیں ڈال سکیں گے۔ چنانچہ جب وہ حضرت نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت مدنیؒ، حضرت تھانویؒ اور دیگر بزرگان دیوبند سے متعلق نازیبا الفاظ کہتا تو شاہ صاحب کہتے کہ احمد سعید کی تحقیق مجھ سے بھی بڑھ گئی۔ جب احمد سعید نے گجرات اور گردونواح میں عنایت اللہ شاہ اور ضیاء اللہ شاہ کے خلاف تقاریر کرنا شروع کیں تو شاہ صاحب کے حکم سے ”خس کم جہاں پاک“ لکھی گئی: ”اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت“ احمد سعید کی گستاخیوں اور سیّد عنایت اللہ شاہ کی بے جا ناز برداریوں سے تنگ آ کر مولانا عبدالعزیز شجاع آبادیؒ نے اشاعت سے استعفیٰ دے دیا اور اقامت التوحید کے نام سے پنجاب کی سطح پر نئی تنظیم بنائی اور مماتیت کے خلاف کتاب ”دعوۃ الانصاف فی حیات جامع الاوصاف“ تحریر فرمائی۔

نحوی علوم کی تعلیم: استاذ محترم ثانی سیبویہ، جنوبی پنجاب کے استاذ الکل، تلمیذ شیخ الہند حضرت مولانا غلام رسول پونٹویؒ کے مایہ ناز شاگرد تھے، استاذ محترم کے فرزند مولانا عبیداللہ ہمارے ہم درس تھے تو آپ نے نحو میر، ہدایۃ النحو، مأتہ عامل پونٹوی، شرح مأتہ عامل کافیہ، الفیہ، شرح جامی سمیت نحو کی اکثر کتب خود پڑھائیں۔ صبح کی نماز کے بعد سے لے کر گیارہ بارہ بجے تک تقریباً پندرہ بیس سبق پڑھا لیتے۔ نیز چونکہ مفسر القرآن تھے، ترجمہ قرآن مجید ہمیں تقریباً سارا خود پڑھایا۔

استاذ محترم کا طرزِ تدریس: اکثر اساتذہ کرام خارجی تقریر زیادہ کرتے ہیں، لیکن ہمارے استاذ خارجی تقریر کم اور تفہیم کتاب پر زور دیتے تھے۔ ابھی ہماری کریما، نام حق شروع ہوئی تھی۔ چار پانچ روز کے بعد فرمانے لگے کہ میں کل آپ لوگوں سے اشعار سنوں گا، چنانچہ ہم نے بڑی کتابوں والے احباب سے فارسی اشعار کی تصحیح کی۔ اس پر ابھی پندرہ بیس روز گزرے تھے کہ فرمایا کہ کل میں اشعار کا ترجمہ سنوں گا۔ چنانچہ ہمیں مطالعہ کی عادت پڑ گئی اور استاذ محترم خود بھی رات گیارہ بجے تک مطالعہ کی نگرانی فرماتے۔ فارسی سے نحو کی طرف آئے تو اس میں بھی استاذ محترم سبق سے پہلے ہم سے مطالعہ سنتے کہ مطالعہ میں سبق حل کر کے آئے یا نہیں؟ شرح جامی جیسی ادق کتاب الحمدللہ! ہم مطالعہ میں اکثر حل کر کے جاتے۔ اس طرح استاذ محترم سے مذکورہ کتب پڑھیں، فقہ میں نورالایضاح، قدوری شریف، کنزالدقائق، ہدایہ اول و ثانی تقریباً استاذ محترم نے خود پڑھائیں اس لئے کہ اس کلاس میں آپ کے فرزند ارجمند مولانا مفتی عبیداللہ عزیزؒ اور آپ کے برادر نسبتی مولانا رشید احمد شیخ تھے جن کی ہمشیرہ محترمہ استاذ جی کی اہلیہ محترمہ تھیں جواب بھی زندہ ہیں، اللہ پاک انہیں صحت و عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھیں، آپ کے فرزند ارجمند مولانا امداداللہ عزیز انہیں کے بطن سے ہیں۔ چونکہ مدرسہ عزیز العلوم میں کلاس سسٹم نہیں تھا تو آپ نے کیف ما اتفق ہمیں مشکوٰۃ شریف تک کتب پڑھا دیں۔ ☆☆☆

ختم نبوت چوک کا افتتاح

کراچی..... کھڈہ میمن سوسائٹی لیاری میں ختم نبوت چوک کے افتتاح کی تقریب منعقد ہوئی، جس میں ڈی ایس پی لیاری عاطف امین، ایس ایچ او کلری راؤ شبیر، سابق یوسی ناظم محمد رفیق سلیمان سمیت مختلف برادریوں کے عمائدین نے شرکت کی، اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ ضلع جنوبی کے نگران مولانا محمد کلیم اللہ نعمان، مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی مولانا عبداللہ چغرزئی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ کھڈہ مارکیٹ کے سرپرست مفتی عبدالمتین، حافظ عبدالحمید کوہستانی و دیگر بھی موجود تھے۔ مقررین نے اپنے خطاب میں کہا کہ ۷/ستمبر۱۹۷۴ء کو آئین پاکستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کا تحفظ کیا گیا تھا، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر تمام مسلمان متفق ہیں، ہر سال یہ یادگار دن شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے، ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے ملک بھر میں ختم نبوت چوکوں کا افتتاح کیا گیا ہے اور آج کی تقریب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے مصور پاکستان علامہ محمد اقبال نے کیا تھا، پاکستان علامہ اقبال کے خوابوں کی تعبیر ہے اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دلوانا بھی علامہ اقبال ہی کے مطالبے کی تعمیل ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اور عقیدہ ختم نبوت اسلام کی بنیاد ہے، اس لیے پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ کی وحدت کا راز ختم نبوت میں مضمر ہے۔

میاں الٰہی بخش مرحوم!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

راقم کے جدامجد میاں الٰہی بخش مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند بزرگ تھے۔ نیز تلاوت کلام پاک کے دلدادہ تھے۔ اکثر اوقات تلاوت قرآن میں بسر فرماتے۔ میری دینی تعلیم کا سبب بھی آپ ہی تھے۔ راقم ابھی چوتھی یا پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا کہ شجاع آباد مدرسہ اظہر العلوم نوری مسجد کا سالانہ جلسہ ہوا۔ اس وقت مدارس کے سالانہ جلسے تین تین روز کے ہوتے تھے۔ راقم کو ساتھ لے کر جلسہ میں شریک ہوئے۔ جنوبی پنجاب کے بریلوی مکتب فکر کے ایک خطیب پیر گاغن شاہ جو نعت خواں سے خطیب بنے کا بیان تھا۔ موصوف نے اپنے بیان میں خوب شعر و شاعری کی اور نعتیں و نظمیں پڑھیں، جدامجد کو ان کا یہ بیان بہت پسند آیا۔ فرمانے لگے: اسماعیل! تجھے مولوی بناؤں گا، ایسی تقریر کرنا۔ راقم نے پرائمری، پرائمری اسکول بستی مٹھو سے کیا۔ اب وہ ہائی اسکول کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ چار سال تک ایک بہت ہی نیک سیرت، صحیح العقیدہ استاذ حاجی ماسٹر اللہ ڈیوایاؒ سے پڑھا، جب پانچویں جماعت کی باری آئی تو ہماری کلاس ماسٹر غلام حیدر لنگاہ کے سپرد کر دی گئی، جو شجاع آباد شہر کے قریب دلی والا کے رہنے والے تھے، محنتی استاذ تھے۔ ڈنڈا سوٹا بھی خوب استعمال کرتے تھے، راقم نے ایک سوال کا جواب ۳/۴ کے بجائے ۱/۴ لکھا تو پانچ ڈنڈوں سے تواضع کی۔ اس وقت تو بہت غصہ آیا، لیکن ان کے یہ ڈنڈے زندگی بھر کے لئے حساب، پہاڑے، خوشخطی کا ذریعہ بن گئے۔ اس وقت اسکولوں میں تختی لکھوائی جاتی تھی۔ میرے دونوں استاذوں ماسٹر اللہ ڈیوایا سیال اور ماسٹر غلام حیدر لنگاہ کے خط عمدہ تھے، کچی پنسل کے ساتھ تختی پر لکھ کر دیتے اور مابدولت اس پر قلم پھیر کر انہیں دکھلانے جاتا، کبھی انعام اور کبھی ڈنڈے ملتے، اس وقت ہمارے اس اسکول میں ایک استاذ حاجی رانا کریم بخشؒ ہوتے تھے اور ایک استاذ راقم کے چچازاد ماسٹر عبدالحقؒ ہوتے تھے، بہرحال پرائمری سے فراغت کے بعد دادا جی کے حکم پر شجاع آباد کے معروف ادارے مدرسہ عزیز العلوم میں داخل کرا دیا گیا، جہاں ابتدائی اور وسطانی تعلیم حاصل کی۔ ہفتہ کے بعد جب جمعرات کو گھر آنا ہوتا تو دادا جی کے حکم سے ہمارے گھر جلسہ کا سماں ہوتا، دادا جی صدارت کرتے اور راقم کریما، نام حق، شیخ فرید الدین عطارؒ کے پندنامہ سے اشعار پڑھ کر ان کا ترجمہ کرتا۔ دادا جی بہت خوش ہوتے اور یہ سلسلہ ان کی وفات تک جاری رہا۔ ان کی وفات کا سال تو یاد نہیں البتہ وفات رمضان المبارک کی اکیس تاریخ کو ہوئی۔ ایک مرتبہ دادا جی آنکھوں کے آپریشن کے سلسلہ میں شجاع آباد کے سول ہسپتال میں داخل تھے۔ سول ہسپتال ان دنوں جامع مسجد لاری اڈا شجاع آباد کے مشرقی جانب ہوتا تھا۔ راقم مدرسہ عزیز العلوم سے حاضر ہوا۔ فرمانے لگے: تقریر سنا۔ میں ہسپتال کا ماحول سیکڑوں حضرات کی موجودگی اور ایک ابتدائی طالب علم، کیا تقریر سناتا، خاموش رہا۔ اتنے میں عشاء کی اذان ہوگئی۔ نماز کے لئے چلے گئے اور جاتے ہوئے فرمایا کہ میں خادم کو کہتا ہوں (خادم حسین عرف مولانا خادم اللہ بڑے بھائی کا نام ہے) کہ کل تمہیں مدرسہ سے چھٹی کرائے اور تمہیں بھیڑ، بکریاں لے کر دیتے ہیں تو اس قابل نہیں کہ مدرسہ میں پڑھے۔ دادا جی نماز سے فارغ ہو کر آئے تو راقم نے سورۃ التین (والتین والزیتون) اور کریما کے چند اشعار سنائے تو خوش ہوگئے اور فرمانے لگے کہ اگر تو پہلے سناتا تو میں غصہ نہ ہوتا۔ دادا جی کو اللہ پاک نے دو بیٹے دیئے۔ بڑے بیٹے کا نام رحیم بخشؒ رکھا، جو بعد میں حافظ رحیم بخشؒ کہلائے، یہ ہمارے خاندان میں پہلے حافظ تھے۔ اب الحمدللہ! ان کی اولاد اور اولاد میں کئی ایک حفاظ و قراء اور علماء ہیں، ہمارے مبلغ مولانا محمد قاسم رحمانی ان کے پوتے اور مولانا ثناء اللہ ان کے نواسے ہیں اور بھی کئی ایک علماء کرام ہیں۔ دوسرے بیٹے عبدالخالق جو راقم کے والد محترم تھے، عاشق قرآن تھے، مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ انہیں کی دعاؤں کا مرہون منت ہے۔ ☆☆

بیس نشستوں پر مشتمل

پانچواں سالانہ سلسلہ وار

تحفظِ ختمِ نبوّۃ

ٹیچر ٹریننگ کورس برائے خواتین | لیول-1

زیرِ نگرانی	بہ فیضانِ نظر	زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ	شیخ الحدیث، استاذ الاساتذہ، رئیس العلماء حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر رحمہ اللہ	حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	امیر ہشتم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت	امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

موضوعات:

- عقیدہ ختم نبوت
- حیاتِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
- ظہور امام مہدی علیہ الرضوان
- فتنہ قادیانیت
- تحاریک ہائے ختم نبوت
- قانون ناموس رسالت
- قیامت کی نشانیاں
- اور دیگر اہم عنوانات

شرائط داخلہ

کم از کم میٹرک تک تعلیم ہو یا کسی مدرسے سے دراسات یا درس نظامی کیا ہو۔ عمر کی کوئی قید نہیں۔

ملاحظہ:

لیول-1 کی تکمیل کے بعد لیول-2 اور لیول-3 کا آغاز ہوگا، جس میں صرف اُنہی طالبات کو داخلہ دیا جائے گا جنہوں نے لیول-1 مکمل کر لیا ہوگا۔

مقام مدرسہ عائشہ تعلیم القرآن

مکان نمبر A-54 شاہ فیصل کالونی نمبر1، بٹ صاحب فوڈ والی گلی، کراچی

تاریخ 31 جولائی تا 11 دسمبر 2022ء

ہر اتوار سہ پہر 3:00 تا 4:30 بجے

رابطہ 0333-6552183 | 0333-3066062

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّۃ حلقہ شاہ فیصل کالونی کراچی